



لینڈ لائپ

ابنےِ صفہ

اپ کے محبوب اور ہر کوئی نیز مصنف ابن صفہ کی
نقیبی عالم تحریر، وہ تحریر جو کبھی مت نہیں سکتی
ابن صفہ کی حواسی کنیا کا ایک مکمل تناول

یہی غیرت تھا کہ روانگی سے قبل اس نے پانی کے کوئی شکر
جادی تھی۔ تیز ہوا پنے ساتھ رست کے ذرات اڑائی حد نظر تک
بھر کر ڈکی میں رکھ دیتے تھے۔ درد شاید یہ ریگستان ہی اس کے یہے
باری دسواری تھی۔ اس تسلیل میں پہلی بھی فرق نہیں پڑتا تھا۔
ایسا لگتا تھا جیسے ریگستان کو تاریکی اس شفاف اور چکنی سرک کو صفحہ
ہستی سے مٹا دیتا چاہتا ہو۔ سنائے کا یہ عالم تھا کہ گاڑی کے ابھن
خواب بیداری معلوم ہونے لگتے ہیں۔ پانچ دن پہلے گیہہ تھوڑی بھی نہیں
رسکتا تھا اسے اس زیرت کا کوئی سفر رہیش ہو گا۔ اچھا جسلا
آفس میں پڑھا تھا کہ دی آئی جی کے آفس میں ٹلبی ہوتی اس دقت
کو دنکارک ریت ہی ریت۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا تھا۔
پڑھنے کا کیا پڑھنا۔ گیہہ اپنی زیچارگی پر خندی سانس ملک نہیں لے
سکتا تھا۔

”آپ کے ننانکی دو بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی سے مرزا گیا
ہی تھیں جن میں سے ایک آپ کی والدہ ماجدہ...“
وکیل جلد پر ایکے بغیر خاموش ہو گیا اور گھنیتے ہے چینی
سے پھلو بدلا۔ انھوں کر بھاگ تو سکا نہیں تھا۔
”تفصیل میں جانے سے کیا فائدہ...؟“ وکیل کھٹکا کر بولا تھے
”رف ان کی دوسرا بیوی سے متعلق گفتگو کرنی چاہیے：“
”دو بیوی نہیں داشتہ تھی۔“ گھنیتے آپ سے باہر ہوتے
ہوئے کہا۔
”مجھے کہا صدھر پہنچا کیپشن گھنیتے۔“ وکیل کا لمحہ بھی اچھا نہیں تھا۔
فرموم کو صرف آپ سے بہتر توقعات تھیں۔ بلکہ کرم اب کرنی نامناسب
جملہ: بیان سے نہ کالئے گا۔ پورہ باری صاحب سے میرے دوستانہ
تعلقات تھے؟
”تم فی الحال صبر و سکون سے پوری بات سُن لے دُوی آئی جی
نے گھنیتے کو مشورہ دیا۔

”نہیں۔“ وکیل پھر غرغم بھجے میں بولا۔ ان کا کوئی قصور نہیں
جوبات جس طرح ان تک پہنچی ہے اُس کے تاثرات بہ آسانی ذکر
سے مخونہیں کیے جاسکتے۔ یہ حقیقت ہے کہ چوبہ باری صاحب کے لیے
پہلی بیوی کی اولاد نے اسی قسم کا پر پیشہ کیا تھا۔ ان کی والدہ کا انتقال
ہو چکا تھا۔ والدہ کا انتقال ہوا تو وہ رف اٹھا رہے سال کے تھے۔ مرتک
پاس کرچے ہے۔ یہ گھنیتے کی پناہ پر وہ گھنہ ہو جائے۔ پھر
انھوں نے کبھی کسی کو اطلاع نہ ہونے دی کہ وہ زندہ بھی ہیں یا مر گئے؛
چونکہ ہر سوئے پہنچے سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ وہ مجھ
سے کام کر سکتے تھے اور میں اپنے اعزاز کے احوال سے پوری طرح واقع
بھوکیں ان کے لیے میں مرکھ پکا ہوں گا! اور کپتان صاحب
آنہی کی زبانی مجھے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ آپ کے والدین اس معاملے
میں بالکل اگل رہے تھے۔ انھوں نے اس پر دیکھنے کے کی تائید
کی تھی اور نہ تردید کی تھی۔ آپ کو چیرت ہو گی کیپشن کو چوبہ باری صاحب
آپ کو بیحد چاہتے تھے۔ غص آپ کو دیکھنے کے لیے تین سو میل کا سفر
ٹکر کے یہاں آئتے تھے۔ ان کی سوچی میں جگہ جگہ آپ کی تصوریں
نظر آتی ہیں۔“
”گھنیتے رفعیت سے یہ سب کچھ کشنا رہا تھا۔ کچھ دیر پہنچے کی
چنجلاہٹ رفعیت پہنچی تھی۔“

”ہاں... تو...“ وکیل نے بات جانی کی تھی۔ انھوں نے آپ
کو اپنا وارث قرار دیا ہے۔ شادی نہیں کی تھی۔ لا ولد مرے ہیں لیکن
کچھ خانہ افس کی کھلات کرتے تھے۔ ازروئے دصیت آپ کو جی کی ان

میں پہنچا دیا۔ سرکی جبش سے دی آئی جی نے اس کے سلام کا جواب
دے کر سامنے پڑی ہوئی کوئی کوئی کوئی کوئی کوئی کوئی کوئی
چیز بیٹھ گی۔ ایک آدمی اور بھی موجود تھا۔ دی آئی جی
اسے مخاطب کر کے کہا۔ یہ کیپشن گھنیتے
”اوہ...؟“ اجبی اختاہ برداشت اور دو فوٹ نے معاشر کیا۔
”عمر امام شاہ بدعتیز ہے۔“ اجبی نے دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔
”اور میرے نتے فی الحال یہ کام ہے کہ آپ کو ایک بُری خبر سنائیں؟“
”بُری خبر؟“ گھنیتے پڑا۔
”میں ایڈووکیٹ ہوں اور اب کے قانونی مشیر کے الفاظ انجام
دیتا ہوں؟“
”میرے ماموں!“ گھنیتے پہنچانی پر شکنیں پڑ گئیں۔
”پورہ باری شیر علی خاں مرحوم...؟“ وکیل نے مفہوم لجھے میں کہا!
”شاہید یہ نام بھی میرے یہ نیا ہے؟“
”دی آئی جی نے وکیل کو گھوڑ کر دیکھا۔ لیکن وکیل کے ہونٹوں پر
ایک مفہوم سی مسکا بٹ نظر آئی تھی۔
”بھی ہاں! وہ سر ہاگر بولا دیکھنے ہے۔“ نام آپ کے لیے نیا
ہو۔ لیکن وہ آپ کے ماموں تھے! میں آپ کر ان کے انتقال کی
خبر کے ساتھ ویہیت نامہ دیتے آیا ہوں۔“
”جید نے بھی میں سے دی آئی جی کی طرف دیکھا!
”سوال یہ ہے کہ صلطان شاہ بدعتیز دی آئی جی نے اسے گھوڑت
بھئے کہا۔ اگر کیپشن گھنیتے ماموں سے واقف...؟“
”یہ خانہ اپنی معاشرات ہیں جاہب،“ وکیل نے طویل سانس
لی۔ پہنچے گھوڑش رہا۔ پھر بولا۔ اسی دشواری کی بنا پر میں نے
آپ کے توسط سے رابطہ قائم کیا ہے۔ درد شاید مجھے دشواری پہنچ آئی۔
”دشواری تو بستہ تو قائم ہے؟“
”میرا خیال ہے کہ دشواری ختم ہو جائے گی؛“ وکیل نے کسی تدریج

تذبذب کے ساتھ کہا، چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر گھنیتے بولا۔“ آپ کو
اس کا علم ترہ ہگاہی کہ آپ کے ننانکی دو بیویاں تھیں۔“

”رہی ہوں گی،“ گھنیتے چنجلا کر کہا۔ میرا بکسی سے بھی کوئی
تعلق نہیں یہ وہ دراصل الجھن میں پڑ گی تھا۔ نہیں چاہتا تھا کہ وہ پرانا فرقہ
یہاں دی آئی جی کے ساتھے پُریسا رہا جائے۔

”خاہوشی سے سخن!“ دی آئی جی نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور گھنیتے
خون کے گھنٹہ بی کر رہ گی۔ وہ حسوس کر رہا تھا کہ اس کے جواب سے
دی آئی جی کی تھیس والی جس بیدار ہو گئی تھی۔ اور اب سادی بات
کھل کر دے گئی تھی۔ اس کے بعد تھیں اسے تقدیر ہو بیٹھا۔

امینان کا سانس یا تھا۔

راہبر نے دعٹا اپنی جیب روک دی۔ وہ ابھی بتی میں داخل

ہیں ہونے تھے۔ جیپ سے اُڑ کر وہ پھر حیدر کے پاس پہنچا۔

وکی کے بھی نہیں؛ یہاں سایہ ہے۔ گاؤں میں یہٹ کرو

جاؤں گا۔

”جانا کہنے ہے؟“

”سعد آباد؟“

”اوہ ہوا! وہاں کس کے پاس جائیں گے؟“

وکی خاص آدمی کے پاس نہیں۔ سرکاری کام ہے۔

”اوہ تو آپ کس قسم کے سرکاری آدمی ہیں؟“

”زمینوں کا صردے کرتا ہوں؟“

”آپ یہاں تکلیف اخراجیں کے جتاب۔ اچھا ہے میرے لئے“

”وہہرہاں آرام سے گزاریے گا۔“

”آپ کی تعریف؟“ حیدر نے سمجھنی نظر میں سے ریختے ہوئے پوچھا۔

”فی الحال شاہد فاروقی ہے۔“

”میں باکل نہیں سمجھا،“ حیدر نے سمجھنی نظر میں سے ریختے ہوئے پوچھا۔

”اوہ نہیں!“ وہ ہنس پڑا اور پھر ملا۔ مگر پہنچ کر شاہد فاروقی

ہو جاؤں گی؟“

”میں باکل نہیں سمجھا،“ حیدر نے بے بسی کا انہیاں کرتے ہوئے مکمل

”میں رُکی ہوں۔“

”اگر رُکاں ایسی ہی ہوتی ہیں تو مجھے ڈوب مزا جائیے۔“

”نہیں۔“ اس کے چہرے کی ملفت اخراج کا کام

”یہ... یہ... تو ہر قدر ہے میرا۔“ اس نے دارچینی پر اخراج پرستے

ہوئے تھوڑہ لکھایا۔

”حیدر فاروقی سے اسے گھوڑے جارما تھا تھوڑہ روک کر اس نے

کہ اپنے کا بھی مقصود تو ہوتا ہے تاکہ عورت نامخمری کی ہوس ناک

نظر میں سے محفوظ رہے۔“

”غائب؟“ حیدر برا سامنہ بننا کر پول۔

”غایباً نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے۔“ الفقا اپنے نظر پر پر پڑ

جاتے تو پڑ جائے لیکن خاص طور پر اپنے دیکھنا گوارہ نہ کریں گے۔

”میں عرصے سے کسی دارچینی دار لوگ کی تالاش میں ہوں؟“

”یا آپ یہیں کھڑے کھڑے باتیں بناتے رہیں گے جتاب۔“

”تو پھر کیا کروں؟“

”میں نے عرض کیا تھا۔ میرے گھر پہنچے۔“

اجالے

”سکوار کا زخم صرف جسم تک رہتا ہے،“

یہن ہری گفتار سے روح بھی پھر درج ہو جاتی ہے۔

(حضرت عثمان)

★ کنجوس آدمی کتنا ہی قابل ہو لوگ اُش

میں خامیاں نکالے بغیر نہیں چھوڑتے، یہن کسی

فرار دل تخفیف میں اگر دوسرا میاں بھی ہوں تو

بھی اُس کی فرار دل سے دھکی رہتی ہے۔

(اشیخ سعد)

★ اگر میرے سامنے کتابوں کا انبار لگا کریں

شرط لگا دی جائے کہ مجھے حکومت چاہیے یا کتابیں

تو میں فوراً کتابوں کو منتخب کر لوں گا۔

(ابوالفضل فیصل)

★ اگر تھارے سے پاس بچھو رقم ہے تو تم اُش

کی کتابیں خریدو اور پھر خوراک۔ اور اگر رقم پھر

بھی فیج جائے تو پہنچے خریدو۔ (اطالوی کمادوت)

★ لاپرواںی سے جلائے ہوئے بہت سے

تیرا یہ نشاںوں پر ملتے ہیں کہ تیر انہاں کو اس کا گمان

شیں ہوتا یہی حال انسان کے منے سے نکلے ہوئے

نقولوں کا ہے، نہ جانے ان سے کتنے دل دھلی ہو

جاتے ہیں۔ اسر والٹو اسکا ط

دو دنوں سے ایک ایسے کمرے میں لائے جس کی آڑاں پر

کہ از کہہ پھاں بڑا روپے ضرور فرقہ ہوئے ہوں کے۔ مادر میں اسے نہیا

چھوڑ کر پڑے گئے۔

وہ آنکھیں پھان پھار کر پھیستان کی اس جنت کو دیکھتا رہا۔

خوری دیر بعد ایک خوش بیاس اور چڑھر عورت پا تھوں پر مشرب کی

کشتی اخانے نہ رہے میں داخل ہر فی۔ مشروب بڑے اوب سے جیسے

کے سامنے ہیں کیا یہی تھا۔ لیکن جب اس نے گلاں با تھیں یا اڑاہ

عورت بول پڑی۔

”خوب ہے جتاب! ابھی نہ تھیجے!“

حیدر نے گلاں میز پر کھو رکھ دیا اور اسے جتاب طلب نظر میں سے



ویکھنے لگا! عورت اُسی صراحی سے دوسرا گلاں بیڑا کر کے ایک ہی سانس میں خود پی گئی۔

جیدر نہیں پڑا۔

”ہنسی کا سبب جناب عالی؟“ عورت نے بڑے اوب سے پوچھا۔

”اس طرح تم بھے امینان دلانا چاہتی تھیں کہ اس مشروب میں

کوئی گزوی نہیں ہے۔“

”بھی ہاں! بھے خاص طور پر بدایت کی گئی تھی کہ اپ کہ امینان

و لا روں:“

”یہن میں اب بھی مطمئن نہیں ہوں!“ حیدر نے اپنے گلاں

کی لف اشارہ کرنے ہوئے کہا: ”اس گلاں کی تہہ میں پوشاں سماں نیڈ

کے چند ذراتے ہو پہنچے ہے موجود ہے ہوں۔ میرا کام تمام کر سکتے ہیں:“

عورت کچھ چہرے پر ساری سمجھی کے اشارے نظر آتے۔ پھر بھالے

کروں:“ میں اپ کی اس دشواری کی اطلاع دے کر ابھی حاضر بر قی ہوں:“

وہ چلی گئی تھی اور حیدر میز پر کھکھے ہوئے گلاں کو گھوڑتاہا۔

وہ منٹ گز گزے یہن دلیں وہ عورت دا پس نہ آئی۔ چاروں لف

گھری خاہوشی تھی۔ دنقا حیدر نے گھوڑے کیا جیسے اب اس عمارت میں

اس کے علاوہ اور کوئی نہ ہو۔ چھٹی جس کہر ہی تھی کہ اٹھواد بانہل جاؤ۔

پھر وہ اٹھوادی رہا تھا کہ بیرونی دروازے سے دو آدمی اندر دخل

ہوئے اور اسے دیکھ کر غشک گئے۔

ان میں سے ایک نے جو پہنچے آدمی سے کہی تھی پوچھے تھا بڑی

چھٹی سے اپنے پوٹر سے ریا لوڑ کیا۔

پہنچے آدمی نے اپنے کھجور کی پوچھا: ”تم یہاں کیے داخل ہوئے؟“

”خو... خو... خو...“ حیدر: ”حیدر پاٹھا کر بولا:“ تریا وہ تیزی دکھانے

کی خردیت نہیں۔ میں یہاں لایا یا ہوں خود سے نہیں آیا:

”کون لایا ہے؟“

”غمزہ شاہد فاروقی ہے۔“

”بگو اس مت کرو۔ تھارے سامنے کئے آدمی ہیں؟“

”میں نہیں ہوں۔ کیا تم نے پیری کاڑی باہر نہیں دیکھی؟“

”تم نے تھل کر زیر اندھہ داخل ہوئے کی جڑت کیسے کی؟ اگر

سافر تھے تو پر آئے میں بھر سکتے تھے؟“

”میں یہاں لایا یا ہوں۔ اس گھر کی وہ اڑاکی لانی بے جوڑ ہوئی۔“

”یہاں کوئی رُکی نہیں ہے۔“ رہ آدمی حیدر کو گھوڑتاہا بیڑا داد

یو جی پچھے بیندھ دلت سے مقفل رہی۔ میں اس کا مامہ ہوں:

جید نے طویل سانس لی اور بولا: کیا میری گاری کے آئے
بیپ تو جو نہیں ہے:

بے... ہماری جیپ۔ لیکن وہ تھامی گاری کے پیچے
ہے:

اوہ... تو یقیناً کوئی گڑ بڑھوئی ہے؛ لیکن کیا ہے کسی ہڈی

کے اشارت ہونے کی آواز بہاں تک نہیں پہنچ سکتی:

میروں نہیں ہنچ سکتی:

اچھی بات ہے تو پھر مجھے باہر جا کر حالات کی زیست کو

مجھا پڑے گا۔ جید بولا:

اہر گو نہیں شریار والابلا۔ تم بہاں سے بل بھی نہیں سکتے:

چھراں نے پہلے آدمی سے کہا۔ آپ اندر جا کر دیکھئے میں اسے

سبھاے رکھتا ہوں:

تم تھیک بنتے ہو اماں اس نے سر ہلاک کیا اور سامنے واسے

درازے میں داخل ہو کر نفرود سے اوچل ہو گیا۔

دسر آدمی جید پر پوچھا: آپ کی جیپ کا میک اور زنگ

بیبے؟

اؤ یا... گرین:

لیکن اس راکی کی جیپ خاکی رنگ کی تھی اور روشنابہر سال

بنیں تھی:

تم یقیناً مکھوں کے کسی گردے سے تعلق رکھتے ہو ہیں شریار وال

جید کچھ کہتے ہی والا تھا کہ پہلا آدمی داپس آگیا۔ اس کے چہرے

برس سمنگی کے نثار تھے:

دو سے ہی لمحے میں وہ جید پر جھپٹ پڑا۔ ساتھ ہی وہ پچھے جا

بندھا۔ اسے پکڑ جانے نہیں۔ اس نے کسی کو متسل کر دیا۔ لاش

درپڑی ہے:

ریلو رولے نے ریلو صرف فربڑاں دیا اور خود بھی جید سے

پٹ پڑا۔

وہ دنوں شاید ڈال کے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ اس پیے جید

آسانی ان کی گرفت سے نکل گی اور پھر قبیل اس کے کر ان میں سے

کوئی صوف پر پڑے ہوئے ریلو کو اٹھا کر اس نے اس پر غصہ کر دیا۔

چھاں ہو۔ دیں غھرہ: جید نے غھیں کو زکر تھے ہوئے

خت ایجھے میں کما۔

روزوں نے باخم اور پر نخادیے۔

اب بتاؤ، کس کی لاش کماں پڑی ہے؟

دو نوں میں سے کوئی کچھ نہ ہلا۔ ان کے چہروں پر بہانیاں
اُڑ دی جیں۔

چلو...! بچھے دکھا دلاش کیا ہے؟ جید نے ریلو کو جھنسنے
کر کا۔ دلو اڑ کے کی طرف رڑا اور چل پڑا۔ انھوں نے بچوں وچرا

حکم کی تعلیم کی تھی۔ اونی کے بعد وہ پکن میں پہنچے اور بہاں پر جمع

کی کمروں سے گورنے کے بعد وہ پکن میں پہنچے اور بہاں پر جمع
ایک لاش پڑتی نظر آئی۔ کئی ہوئی گردن سے خون بہہ بہہ کر چاروں

ڈاف بھیل گیا تھا۔

یہ کون ہے؟ جید نے انھیں گھوڑتے ہوئے پڑھا۔

تم بناو۔ ہم تو نہیں جانتے، لیکن آخر اس مکمل کے لیے میرا
گھر کیروں منتخب کیا گیا۔ میں تو یقین بھی نہیں جانتا!

ستقول ایک بیمیں شیخم آدمی تھا۔ میرا پائیں اور بھاں کے درمیان
رجی ہو گی۔ بہاں سے ذوق جیشیت معلوم ہوتا تھا۔

جید نے لاش سے نظر شاکر ماںک مکان کی ڈاف دیکھا۔ مکمل
سے کیا مزاد ہے؟ اس نے جیسے ہوئے الجہ میں سوال کیا۔

چھر پر کیا ہے؟ پندرہ دن سے ہوئی متفعل تھی! میں بہاں
نہیں تھا۔

تم کیا ہے؟

تم آخہ ہو کون ہے، ماںک مکان کو پھر غفرہ آگیا۔

وغنا دسر آدمی بولا۔ صاحب اذرا انھیں غور سے دیکھے۔

مودت کچھ جانی پہنچانی سی کھتی ہے دا۔

ہاں۔ میں بھی ہمیں سوچ رہا تھا: ماںک مکان نے جید کو

گھوڑتے ہوئے کیا۔

تم... میرا خیال ہے کہ ہم ان کی تصوریں دیکھتے رہے ہیں!

اد ہو! ماںک مکان اچھل پڑا۔ جید کو غور سے دیکھا رہا تھا۔

میری ہے:

ریلو رولے نے ریلو صرف فربڑاں دیا اور خود بھی جید سے

پٹ پڑا۔

وہ دنوں شاید ڈال کے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ اس پیے جید

آسانی ان کی گرفت سے نکل گی اور پھر قبیل اس کے کر ان میں سے

کوئی صوف پر پڑے ہوئے ریلو کو اٹھا کر اس نے اس پر غصہ کر دیا۔

چھاں ہو۔ دیں غھرہ: جید نے غھیں کو زکر تھے ہوئے

خت ایجھے میں کما۔

روزوں نے باخم اور پر نخادیے۔

اب بتاؤ، کس کی لاش کماں پڑی ہے؟

دو نوں میں سے کوئی کچھ نہ ہلا۔ ان کے چہروں پر بہانیاں
اُڑ دی جیں۔

چلو...! بچھے دکھا دلاش کیا ہے؟ جید نے ریلو کو جھنسنے
کر کا۔ دلو اڑ کے کی طرف رڑا اور چل پڑا۔ انھوں نے بچوں وچرا

حکم کی تعلیم کی تھی۔ اونی کے بعد وہ پکن میں پہنچے اور بہاں پر جمع

ایک لاش پڑتی نظر آئی۔ کئی ہوئی گردن سے خون بہہ بہہ کر چاروں

ڈاف بھیل گیا تھا۔

یہ کون ہے؟ جید نے انھیں گھوڑتے ہوئے پڑھا۔

تم بناو۔ ہم تو نہیں جانتے، لیکن آخر اس مکمل کے لیے میرا

گھر کیروں منتخب کیا گیا۔ میں تو یقین بھی نہیں جانتا!

ستقول ایک بیمیں شیخم آدمی تھا۔ میرا پائیں اور بھاں کے درمیان
رجی ہو گی۔ بہاں سے ذوق جیشیت معلوم ہوتا تھا۔

جید نے لاش سے نظر شاکر ماںک مکان کی ڈاف دیکھا۔

چھر پر کیا ہے؟ اس نے جیسے ہوئے الجہ میں سوال کیا۔

تم آخہ ہو کون ہے، ماںک مکان کو پھر غفرہ آگیا۔

وغنا دسر آدمی بولا۔ صاحب اذرا انھیں غور سے دیکھے۔

مودت کچھ جانی پہنچانی سی کھتی ہے دا۔

ہاں۔ میں بھی ہمیں سوچ رہا تھا: ماںک مکان نے جید کو

گھوڑتے ہوئے کیا۔

تم... میرا خیال ہے کہ ہم ان کی تصوریں دیکھتے رہے ہیں!

اد ہو! ماںک مکان اچھل پڑا۔ جید کو غور سے دیکھا رہا تھا۔

میری ہے:

ریلو رولے نے ریلو صرف فربڑاں دیا اور خود بھی جید سے

پٹ پڑا۔

وہ دنوں شاید ڈال کے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ اس پیے جید

آسانی ان کی گرفت سے نکل گی اور پھر قبیل اس کے کر ان میں سے

کوئی صوف پر پڑے ہوئے ریلو کو اٹھا کر اس نے اس پر غصہ کر دیا۔

چھاں ہو۔ دیں غھرہ: جید نے غھیں کو زکر تھے ہوئے

خت ایجھے میں کما۔

روزوں نے باخم اور پر نخادیے۔

اب بتاؤ، کس کی لاش کماں پڑی ہے؟

134

کلاش میں نکل کھڑا ہوتا۔ وہ سوچتا پا اور پھر یہ فیصلہ کیا کہ شہزادوں کو اپنے ساتھ رکھے اور وہ سرے آدمی پر لاش کی نگرانی کی فتح واری ہائے کر کے دہن چھوڑ جاتے۔ کچھ دیر بعد شہزادوں کی جیپ وہ خود دریا کو رد ہے

نخا اور شہزادوں کے برابر بیٹھا رکھ رہا تھا۔ شہزادات ابھی واضع

نخرا رہے ہیں لیکن کچھ دیر بعد یہ اڑتے والی ریت میں وفن موچا ہے

گے...!

”ہوسکتا ہے کچھ دور پہنچ کے بعد ہی سلسہ منقطع ہو جائے :

”جی ہاں یہ بھی ملک ہے، لیکن میں جانتا ہوں کہ اس طرف

جانے والے کہاں تک جاسکتے ہیں؟“

”آپ نے کہا تھا کہ شیرمل خان صاحب کی مرثت معمولی حالات

میں نہیں ہوئی۔ اس کا کیا مطلب تھا؟“

”میں دراصل اسی یہے ایک بنتے سے سعد آباد میں مشتمل تھا

کہ حقیقت معلوم کر سکوں! امیر اغیال ہے کہ انھیں اپنی مرثت کا علم نہیں

سے ہو گیا تھا:

”آخر کس پناہ آپ نے رائے قائم کی ہے؟“

”جس وقت انھوں نے آپ کے حق میں دعیت نام مرتب

لیا تھا، میں بھی موجود تھا...“

”...و دعیت نام مرتب کرنے کے تینی دن بعد مجھے اطلاع عمل

کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ تجھیز و تکفین میں میری شرکت نہیں ہو سکی تھی

”کیا ہے بیمار تھے؟“

”ہرگز نہیں۔ کسی مستقل مریض میں بھی مبتلا نہیں تھے؛“

”ایسا انھوں نے کبھی زندگی سے مابسوی کا بھی افہار کیا تھا؛“

”بھی نہیں! یہ حذر نہ دل آدمی تھے۔ کسی کو مفہوم نہیں دیکھ سکتے۔“

”لیکن آپ اس پر تو غور کیجیے کہ کوئی تندرست اتنی اچانک

دعاویٰ نام مرتب کرنے بیٹھے اور تین دن بعد مر جائے؛“

”جید کھٹکا ہوا۔ جیپ آگے بڑھتی رہی۔ کچھ دیر بعد اس نے

پرچھا اپنے دکیل شاہد عزیز سے ان کے تعاقبات محفوظ کا دباری تھے

یا کچھ اسی؟“

”دوفوں بہت اچھے دوست بھی تھے۔ شہزادات نے جواب دیا۔“

”بھوہدی صاحب کی تجھیز و تکفین میں ان لوگوں نے حصہ بانداختا

کیا شاہد عزیز میں موجود تھا اس وقت؟“

”اس سے میں آپ پوری معلومات پھر بدری صاحب کے

خصوصی عازم ولادر سے حاصل کر سکیں گے؛“

”جید نے پڑوں کی بُوپے ہی عکس کر لی تھی اور دوڑ

کر اپنی کاری کی طرف گماختا اور اس پہر یہ اکٹاف ہوا تھا کہ خالتوں

پڑوں کے تین نائب ہیں۔ ماروں کی ہوا بھی کسی نے نکال دی

۔۱۲۶

چلتے رہے۔ ان اطراف میں صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں وہ جا سکتے ہیں: شہزادے کہا تو اس کے علاوہ دوسرے نہیں۔

”بیگوں کے علاوہ اور کچھ نہیں:“

”..... تو لوگ اتنے چالاک ہوں وہ اس طرح اپنے سارے نہیں چھوڑیں گے کہ آپ انہیں بآسانی پہنچ سکیں۔ ہوسکتا ہے یہاں سے وہ پھر خود سڑک کی طرف ملے گے ہوں؟“

”اوہ۔ میں نے تو اس پر غور ہی نہیں کیا تھا۔“

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اس بھاگ دوڑ سے باز رہنا چاہیے۔ دیسے اس طلاقے کا پریس اشیش کیا ہے؟“

”اس کے لئے ہمیں سڑک بھی کی طرف والیس چلانا پڑے گا۔“

”جہاں سے آپ بھی کی طرف ملے ہوں گے وہاں سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے：“

”سعد آباد کی سوت：“

”جیا ہاں۔“

”جیپ دہاں سے پھر واپس ہوئی تھی۔ شہزاد کی جویں کے اٹھتے ہوئے دکھائی دیے۔“

”اوہ۔ یہ... کیا ہوا...“

”شہزاد کہتا ہوا جیپ سے کدا عمارت کی طرف دوڑنے گا۔“

”عمارت کے گرد بھی کے دوگ جمع تھے۔ شہزاد اور جید آگے پیچے عمارت کے اندر داصل ہوئے۔ کچھ میں جہاں انھوں نے لاش دیکھتی تھی آگ کی نظر آئی۔ بھی کے لگ بالائیوں میں دپانی ہے آگ بھانے کی کوشش کر رہے تھے۔“

”بھی کے سامنے شہزاد کا ساتھی فرش پر اوندوڑ پڑا تھا۔“

”ماقل خان... ماقل خان؟“

”وہ اسے جیپھوڑ جھیپھوڑ کر آرائی دے رہا تھا۔“

”ماقل خان پریس کے بڑھنے کا سبب ہاں سر کی چوتھی بھی کے سبب ہاں بھی کے سبب ہاں سر کی چوتھی بھی جس سے خون بہرہ پیدا کر فرش پر چھیل گیا تھا۔“

”بھی داول سے ورق اتنا معلوم ہو سکا تھا کہ انھوں نے عمارت سے اچانک دھوال اٹھتے دیکھا تھا اور اوندوڑ رہا تھے۔“

”ماقل خان انھیں اسی حالت میں بے ہوش پڑا تھا۔“

”جید نے پڑوں کی بُوپے ہی عکس کر لی تھی اور دوڑ

کر اپنی کاری کی طرف گماختا اور اس پہر یہ اکٹاف ہوا تھا کہ خالتوں

پڑوں کے تین نائب ہیں۔ ماروں کی ہوا بھی کسی نے نکال دی

۔۱۲۷

”سچی۔ بہر عالی آگ پر قابل پائیے جانے کے بعد جید بچن میں داخل ہوا تو لاش منجھ بکر ناگا میں شناخت ہر چکی تھی۔ آگ کھانے کا مقصد سمجھا تھا۔“

”ماقل خان ہوش میں آئے کے بعد یہ ذہنا سکا کہ اس پر پیچے سے علا کس نے کیا تھا۔“

”چار بجے کے قریب جید اس طلاقے کے پریس اشیش سے رابطہ قائم کر سکا تھا۔“

”اس نے اپنی اپیٹ دیج کر اپنی اور شہزاد سوت ایسی کی جیب میں شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمارت اور اپنی کاری کی نگرانی کے لیے دو سلیخ پاہی میں تھیں کرادی ہے تھے۔“

”شہر پر پہنچتے ہوئے رات ہو گئی۔ فریدی گھر ہی پر ہو گرد تھا۔ جید کی دلائی پر اس نے چیرت نظائر کی تھی۔“

”سنی تو طویل سانس سے کروڑا: تمہارا مقدر!“

”اور بھر شہزاد کو گھوڑ نے کیا تھا۔“

”بھی بات... شہزاد صاحب؟“

”اوہ... میں نے جو کچھ بتایا ہے اس میں ختم را بھی جو ہے؟“

”اچھا تو پھر سعد آباد میں اپنی صور و نیات کے بارے میں بتائیے؟“

”وہ میں کہاں تو پہنچا ہوں۔ بس اتنی سی بات ہے کہ میں شیرمل میں مل جاؤں گے...“

”پہنچی بات ہے کہ جید کے دوگ جمع تھے۔ شہزاد اور جید آگے پیچے عمارت کے اندر داصل ہوئے۔ کچھ میں جہاں انھوں نے لاش دیکھتی تھی آگ کی نظر آئی۔ بھی کے لگ بالائیوں میں دپانی ہے آگ بھانے کی کوشش کر رہے تھے۔“

”اوہ۔ آپ نے کہا کہ جید کے دوگ جمع تھے۔“

”ماں... نہیں جناب!“

”شہزاد اور جید کے دوگ جمع تھے۔“

”اوہ... جید ایزی سے آگے بڑھا...“

”شہزاد اور فریدی ہاتھ تھا کہ بولا اور خدا آگے بڑھا کر اس پر جک پڑا۔“

”اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔“

”اوہ۔“

”بھوہدی نے کہا تھا کہ اس پر غور ہی نہیں کیا تھا۔“

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اس بھاگ دوڑ سے باز رہنا چاہیے۔“

”اس کے لیے ہمیں سڑک بھی کی طرف والیس چلانے پڑے گا۔“

”جہاں سے آپ بھی کی طرف ملے ہوں گے دہاں سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے：“

”جید آباد کی طرف دوڑنے گا۔“

”جیسا کہ جید اور شہزاد کے دوگ جمع تھے۔“

”کچھ میں جس سے جید کے دوگ جمع تھے۔“

”اوہ۔“

”بھی دیکھ رہا تھا اس وقت؟“

”اوہ۔“

بھی اس طرح و مردمی ہوئی لاش کی طرف۔

کیا خیال ہے؟ جید آہتہ سے بولا؟ جید کے دران میں
دارجی نکل گئی اور وہ جلدی میں اسے ساتھ نہ لے جاسکا۔

گردن ساتھ نہ لے جاسکا؟ فریدی نے اسے گھوڑتے ہوئے پرچھا۔

”خالی...“

”مہمنہ؟ یہ دارجی اس لاش کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی؟“
اس نے کہا اور دارجی کو فرش سے اٹھا کر لاش کے قریب پہنچا اور
پلاش کا خول اس کی تاک پر جاتے ہوئے دارجی کے دزوں گوشے
پنپڑنے کے لئے گیا۔ پھر جید کی طرف ہوا بولا دشادا اور بڑھتے
پڑوں کو بڑا۔

وہ دزوں اندر لامے گئے اور جیسے ہی لاش پران کی نظریں
پڑیں یہک وقت ان کی زبان سے ارے تکلا۔

”وکیل صاحب؟ یہ شاہد ہو کر بولا دشادا نے دزوں
اٹھوں سے اپنا چہرہ دھانپ لیا۔

”ہوں۔ کی بات ہے؟“ جید نے اس کے شانے پر ہاتھ کھکھ کر
کرم یہیں سوال کیا۔

”م... میرا سر جکڑا رہے جاب دشادا بھائی ہے۔“ داز
میں بولا۔

فریدی نے جید کو اشارہ کیا کہ حال خاموش رہے پکھ
ویر بعد لاش دہاں سے ٹھادی گئی۔

چھوڑاں ان چاروں کے علاوہ اور کوئی نہ رہ گیا۔ دشادا اور
وہ سے پڑوں کے چھروں پر ہو ایسا اڑھی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا
یہی دارجی کی روایافت کے بعد ہی اخیں پہلی بار حساس ہوا ہو کر
کوئی ماردا لا گیا۔

فریدی نے پڑوں کی بڑھتے کو متوجہ کر کے پوچھا: ”شاہد ہر زور
سے آپ کے اعلانات کیسے تھے؟“

”مچھے ہی تھے جاب اور غوش اخلاق اور زرم مزاج آدمی تھے
یعنی سہیں آنکھ نکلی دارجی۔ بخلاف اس کی کیا صورت تھی؟“
”میا آپ نے کبھی اخیں کسی کو رُٹ میں بھی دیکھا تھا؟“

”میں نہیں۔ اس کا آنفی بھی نہیں بولا۔“

”ان کے موکل ہیاں بھی آتے رہتے ہوں گے؟“
”اس کے بارے میں بھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکوں گا۔“

چھر فریدی نے بڑھتے کو تھوڑت کرتے ہوئے کہا۔ ہو سکتا
ہے کہ آپ کو چھر تکلیف دی جائے۔

”اہ...“

جید نے اس مشدے پر عمل کرنے میں دیر نہیں تھا۔
کہاں شیف سے نکال نکال کر ڈھیر کر تاہما۔ اس دو ران میں فریدی
نے بستارٹ دیا تھا اور گذے کے پیچے سے برآمد ہوئے والی کسی پیچے
کو بہت خود سے دیکھے جا رہا تھا۔

شیف بھی خالی ہو گئی۔ اس میں اب کچھ بھی نہیں تھا۔ فریدی
نے بڑھر بستے کے پیچے سے اٹھا تھا۔ جید کے قریب پہنچنے سے
قبل ہی جیب میں ڈال لی اور شیف کی طرف متوجہ ہو گیا۔
”کچھ بھی نہیں ہے؟“ جید نے مادر سادہ انداز میں کہا۔
فریدی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دسرے کمرے سے جیب سی
آدازیں آئیں۔

اور پھر فریدی کا ایک ساتھ تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔
اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ایک مصنوعی دارجی تھی۔

وہ مصنوعی دارجی لاش کے پیچے میں ہوئی تھی۔ اس
اطلاع پر جید نے معنی خیز نکلوں سے فریدی کی طرف دیکھا۔
فریدی نے دارجی اپنے ساتھ کے ہاتھ سے لی تھی اور
اے الٹ پٹ کر دیکھ رہا تھا۔ دارجی سے پلاش کا خول بھی فلک
نکلا آیا جس کی بنادٹ ناک کی سی تھی۔

مکیا لاش اس جگہ سے اٹھا گئی ہے، فریدی نے ساتھ رکھتے
ہوئے سرد یہی میں پرچھا۔

”میا؟ اس طرح وہ رکھ دی گئی تھی ہے؟“
”تم نے اسے اٹھایا کیوں؟“ فریدی نے دارجی کی طرف اشارہ
کر کے کہا۔ مجھے صرف اطلاع دیتی تھی!

”غوغ... خالی ہو گئی جاب ساتھ اس غیر متوقع سوال پر
وہ کھلا گی۔

”فرش پر لاش کی آؤٹ لائی بنادٹ گئی ہے یا نہیں؟“
”بنادٹ گئی ہے جاب؟“

فریدی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لاش بھی کمرے ہی میں
 موجود تھی۔ اس تو ہر یہاں پہنچنے سے جایا گیا تھا۔

فرش پر لاش کی جگہ سیہرہ پاک سے اس کی آؤٹ لائی بنادٹ
گئی تھی۔

فریدی نے نقلی دارجی کو اسی ساتھ کی طرف بڑھاتے ہوئے
کہا۔ اسے پھر اسی جگہ ڈال دو جہاں سے اٹھا گئی تھی۔

”اہ خری سب کیا ہر رہا ہے گپتان صاحب؟“ ششاد نے بھرائی

ہوئی آواز میں پوچھا۔

”مرچاہے؟ فریدی نے دوسروں کی طرف مذاکر کیا۔“

”مگر... کون ہے؟“ ششاد نے شوک تھل کر پوچھا۔

”شاہد ہر زور؟“ جید ہر سب کیا ہر رہتے ہی مٹھا۔

”ہوئی آواز میں پوچھا۔“ جید نے سرکاشائی جیسی دیکھی۔

”مرچاہے؟ فریدی نے شاہد ہر زور کا ٹیکہ بتائیں گے؟“ جید خود سوال کر

... پوچھا۔

”حیله... ملید...“ کھڑا گھوڑا نقش، خوبصورت سی سیاہ دارجی۔

یہم میں فریدی کی ٹیکہ بتائیں گے۔ خوش بہاں آدمی ہے۔ جامز زیبی میں

بھی اپنا جواب نہیں رکھتا، لیکن یہ آدمی... مگر... کیا... میسا

مطلوب یہ ہے کہ آپ دزوں کی گھنگھر سے میں نے اندازہ گھایا ہے کہ

شاید... یہ آدمی...“

”غیر ضروری باتیں نہیں،“ جید نے ہاتھ اٹھا کر خٹک لیجھے۔

ششاد کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نظر آئے اور وہ دوڑی

ڈاف دیکھنے لگا۔

پھر کوئی دیر بعد عکس سرافرازی کے مختلف شعبوں کے باہر

دہاں پہنچنے تھے اور لاش سے متعلق خبر دی کا دردوانی شروع

ہو گئی تھی۔

جید فریدی کے ساتھ دوسرے کرے میں آیا۔ یہاں ایک بڑی

صہبی، دوڑکریاں، ایک چھوٹی میز اور ایک بک شیف کے

ٹلارے اور کچھ نہیں تھا۔

جید کتابوں کی الماری کے قریب جا گھوا ہوا اور اسے یہ دیکھ

کریت ہوئی کہ اس میں خاور میں کیا کتاب نہیں تھی!

دنستا اس نے فریدی کو کہتے سناؤ نا بات قازن کی کئی کتاب

جاتے تھے۔

جید کے ساتھ بھی خود کا ٹیکہ شاہد ہر زور کا تھا۔ شاید اس

کی ہوت دم ٹیکنے کی وجہ سے داقت ہوئی تھی۔ جبکہ پر ایسے ہی آنہ پہنچا

دنستا جید نے بٹھے ہو کر فریدی کے

کب سے تھیم تھا؟“

”میرا خیال ہے کہ ڈستھتے چھ ماہ سے!“

”اس آدمی کو آپ نے پہنچے کبھی ہیاں نہیں دیکھا：“ جید نے

ہش کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ہوں!“ فریدی بدستور جھکا ہوا بڑا پکڑ کر کتاب میں الٹاری میں

الٹی بھی ہوئی ہیں؟“

”میا ہاں۔ میں یہی بتا ناہا ہتا تھا،“

فریدی سمعا کواہر ہنرے نے اس کی آنھوں میں دیکھتا رہا۔

کوئی چھر فریدی تکالیف کی گئی ہے؟ الماری میں الٹی کتابیں جلد بازی کا

نیویں۔ کیوں نہیں تشریف کے پلے دیکھ رہا تھا؟“

”یعنی کتابیں فرش پر ڈال دیں؟“

”فریدی اس کے ساتھ چلا گی۔ جید اور دشادا تھمارہ گئے۔“

”فریدی ہے تو یہاں۔ نا بات اسے ٹکرائیں گے!“

”وہی اعمال ہیاں کا قون استھان نہیں کیا جاسکا؟“

”وپر ہر یہرے نیٹ میں تشریف کے پلے دیکھ رہا تھا؟“

”فریدی کی باتیں فرش پر ڈال دیں؟“

”میں یہی بتا ناہا ہتا تھا،“

فریدی سب کیا ہر رہتے ہی مٹھا۔

”ہوئی آواز میں پوچھا۔“

”مرچاہے؟“ فریدی نے دوسروں کی طرف مذاکر کیا۔

”مگر... کون ہے؟“ ششاد نے شوک تھل کر پوچھا۔

”شاہد ہر زور؟“

”ہوئی آواز میں پوچھا۔“

”مرچاہے؟“ جید نے سرکاشائی جیسی دیکھی۔

”میں فریدی کی باتیں بتائیں گے!“

”می

”میں ہر وقت حافظ ہوں جناب!“
شمشاد کے چہرے کی زردی بڑھتی جا رہی تھی لہاس مرحسر
جگہ نیٹھا تھا جیسے اس اٹکاف کی پناہ اسے گھبرا دھیا چاہو۔
فریدی کے اشارے پر حیدنے اسے سہارا دے کر اچھایا۔ پھر
دری بعد وہ فریدی کے سٹھن کے بعد بولا: ”یہ سوچ رہا ہو
بھرا ہوئی تھیف آواز میں کہہ رہا تھا۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا
تھا کہ شاہد عزیزو کی دارلحی نقل بولی!... آخر سب کیا ہے۔ میری
عقل کام نہیں کرنے والا اس نے کسی قسم کا فراؤ کیا تھا تو خود اسے کس نے
مار دالا؟“

”میرا خیال ہے کہ آپ کے علاوہ اور کوئی اس پر روشنی نہیں
لے سکے گا،“ فریدی نے اسے گھوڑتے ہوئے سرو بیٹھے میں کہا۔
”مم... میں... لقین کیجے!“

”ہمیں... ششاو صاحب!“ حیدناتھ اسکے پہلے کہا۔ میں آپ
کوہیاں اسی یہے لواہوں کا آپ کر ٹھیں صاحب سے کسی قسم کی بھی
غلط سیانی نہ کر سکیں۔ آپ میرے ناموں صاحب کے درست نہیں وہندہ
حقیقت نہیں ہی آپ سے انکھوں ایسا!

”مم... میں دل کا مریض ہوں۔ آپ لوگ بھر پر رہم کیجے!
”جیسے ابھی مرحملو ہے! وہ حیدنے کے گھر تاہو بولا! یا یکجیے اپنا
جل، آپ نے کہا تھا کہ اب میں واقع کے ساتھ کہہ سکتا ہوں لکھری ملی
مرحوم سعولی حالات کے تحت نہیں مرے اور شاید میں بھی الیہ
ہی حالات کا شکار ہونے والا ہوں!“

شمشاد تھوک لگل کرہے گائپر کو محل آواز میں بولا۔ بیٹھے تو نہیں
یا پر تھا کہ میں نے اسی کوئی بات کہی ہو۔

”جیسے ابھی لڑکا دا بے!“ حیدنے خفت بیچھے میں کہا۔
”میں نہم کر دا!“ دنھنڈا فریدی باختہ اٹھا کر بولا۔ وہ ششاو صاحب
اڑاپ زیادہ تکلیف غوس کر رہے ہوں تو میں فدا اڑکو طب کوں!
”من... من نے... شیر علی خان مر جم کی قرکھہ نسلکا ہوش
کی شیخ اسی بات سے کہہ نا معلوم لوگ میرے سچے ہوئے ہیں:
”جیسے طریل سانس لی اون گاڑی کی رفتار کر کے اے
ہاتھریاں کے نام بھوک روا۔“

”مم... اچھا!“ حیدنے بھی چاڑی
وہ بھر کی قلن کے بعد اب حیدن کی حالت اس قابل نہیں تھی
کہ اخلاق تھا بھی کسی قسم کی کوئی دلائل برواثت کر سکتے، لیکن وہ ابھی
در جان تھا فریدی خود اسے کیوں رفت دے رہا ہے۔ یا کام زر
اس کا درما یہ جیسی سخنیں بھی انہیم میں سکتا تھا۔
اس کا طب بھی تھا کہ فریدی بھی شمشاد کے بعد وہ تھا

ہیں ہے۔

ششد کی بیچ پہ میں رہ گئی تھی اون گیڈا سے فریدی کی ملک
یہن بھاکر ماٹل کاونی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ششد کو دیرقاہو شریض کے بعد بولا: ”یہ سوچ رہا ہو
کہ نہیں آپ لوگ بھئی ان سب طرائق کا نتے دار تو نہیں

بھوڑے ہے!“
”لیکن اس مددک جا سکتے ہیں؟“ حیدنے حوال کیا۔

”حالات کے تحت اس کا امکان ہے:
ویکن آپ حقیقت پا سکل مقصوم ہیں... گیوں؟“

”میرا بھکر نہیں آنکر کیا کہوں؟ جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس
کے سلسلے میں کوئی واضح ثبوت نہیں رکھتا!“

”مم... میں... لقین کیجے!
ہم اس پر لقین کریں یا ذکریں؟“

”ہم سب کی ساریں کاشکار ہونے ہیں؟“
”ہم نہیں... ہم کوئی ایسی کسی نمائش کا کب میں جھٹپٹ میں
رہتے؟“

”مم... میں... لقین کیجے!
”میری... ششاو صاحب!“ حیدناتھ اسکا نام کہا۔

”میں بھی کوئی کھوڑی نہیں؟“
”جیسے ابھی مرحملو ہے! وہ حیدنے کے گھر تاہو بولا! یا یکجیے اپنا
جل، آپ نے کہا تھا کہ اب میں واقع کے ساتھ کہہ سکتا ہوں لکھری ملی
مرحوم سعولی حالات کے تحت نہیں مرے اور شاید میں بھی الیہ
ہی حالات کا شکار ہونے والا ہوں!“

”مم... میں دل کا مریض ہوں۔ آپ لوگ بھر پر رہم کیجے!
”جیسے ابھی مرحملو ہے! وہ حیدنے کے گھر تاہو بولا! یا یکجیے اپنا
جل، آپ نے کہا تھا کہ اب میں واقع کے ساتھ کہہ سکتا ہوں لکھری ملی
مرحوم سعولی حالات کے تحت نہیں مرے اور شاید میں بھی الیہ
ہی حالات کا شکار ہونے والا ہوں!“

”میری دشواری یہ ہے کہ خود بھی ایک فیر قافی حوت کا
مرنگب ہو جکا ہوں۔ تازوں کے مخالفوں کو اس کا علم نہیں لیکن
وہ لوگ میرے پیچہ رہنے ہیں:
”پھر قریب کر کے اپنا ایمان کرتے... کیا آپ لاش دیکھ کر
چلتا چاہیے؟“

”مجلہ آپ کس طرح اپنا ایمان کرتے... کیا آپ لاش دیکھ کر
باتکتے ہیں کہ مرت کن حالات میں ہوئی ہو گی؟“

”من... نہیں：“
”پھر قریب کر کے کیا مقصود ہو سکتا ہے؟“
”مم... بھے گھرے چلے۔ میری حالت بگزاری ہے:
”جیدنے طریل سانس لی اون گاڑی کی رفتار کر کے اے
ہاتھریاں کے نام بھوک روا۔“

”مگ... گیوں؟“
”پیلسے ششاو ماٹل۔“ تھوک نے اتنی لامہ لٹھنے لیکن
کھل چکنے رکھی تھی و

”اس شخص کے حد نہ میری لکھنی پسخواہی ہے جو دل تھا
آئیں۔ کیا آپ لاش کوں کوں؟“

”مم... اچھا!“ حیدنے بھی چاڑی

وہ بھر کی قلن کے بعد اب حیدن کی حالت اس قابل نہیں تھی
کہ اخلاق تھا بھی کسی قسم کی کوئی دلائل برواثت کر سکتے، لیکن وہ ابھی

در جان تھا فریدی خود اسے کیوں رفت دے رہا ہے۔ یا کام زر
اس کا درما یہ جیسی سخنیں بھی انہیم میں سکتا تھا۔

اس کا طب بھی تھا کہ فریدی بھی شمشاد کی طرف ہے ملئی

ہے۔

”میں ہر وقت حافظ ہوں جناب!“
شمشاد کے چہرے کی زردی بڑھتی جا رہی تھی لہاس مرحسر

جگہ نیٹھا تھا جیسے اس اٹکاف کی پناہ اسے گھبرا دھیا چاہو۔
فریدی کے اشارے پر حیدنے اسے سہارا دے کر اچھایا۔ پھر

دری بعد وہ فریدی کے سٹھن کے بعد بولا: ”یہ سوچ رہا ہو
بھرا ہوئی تھیف آواز میں کہہ رہا تھا۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا
تھا کہ شاہد عزیزو کی دارلحی نقل بولی!... آخر سب کیا ہے۔ میری
عقل کام نہیں کرنے والا اس نے کسی قسم کا فراؤ کیا تھا تو خود اسے کس نے
مار دالا؟“

”میرا خیال ہے کہ آپ کے علاوہ اور کوئی اس پر روشنی نہیں
لے سکے گا،“ فریدی نے اسے گھوڑتے ہوئے سرو بیٹھے میں کہا۔
”مم... میں... لقین کیجے!“

”ہمیں... ششاو صاحب!“ حیدناتھ اسکا نام کہا۔

”میرا بھکر نہیں آنکر کیا کہوں؟“

”میری... عقل جواب دےئی ہے۔ آپ ہی کچھ سریے!
”مم... میں... لقین کیجے!
”میری مددک جا سکتے ہیں؟“ حیدنے حوال کیا۔

”حالات کے تحت اس کا امکان ہے:
ویکن آپ حقیقت پا سکل مقصوم ہیں... گیوں؟“

”میرا بھکر نہیں آنکر کیا کہوں؟“

تھی۔ جیسے نہ بکلی ہو کر شرے پر پول اور نکال لیا۔
کرنی اس کے میں چل رہا تھا بودھتا جیسے فریدی کی کامانو
پکڑا رکے بڑھتے ہے رُک دیا اور خود دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
پھر دروازے پر اس نے ٹھوک کر جیسے کی تھی اور دروازہ انند
کی طرف کسی گیا تھا۔ کمرہ غالی نظر آیا۔ با تحدیر و مم کی طرف بڑھا ہی تھا کہ
فریدی نے آواز دے کر رُک دیا۔
بھیزی سے اس کے تریپ ہنپتا تھا۔
”اس میں کیا صحت تھی فرزند؟“ اس نے جیسے کے شانے پر
ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

بیسی سخت ہے۔
”جیسے روکا کر خود میں مار فار بنتے کی کوشش کر دالی۔“
”آپ سے پہلے میں مرننا چاہتا ہوں۔“
”چچ... چچ... دل چھوٹا نہ کرو۔ ایک رات کی نیشنڈ پرندگی میراں
نہیں کی جا سکتی!“
”میں کہا ہوں اے با تھردم سے نکلنے کی کوشش کیجیے!“
”نسل آڑ جائی۔ جو کوئی بھی ہو۔“ فردوس نے بند آواز میں کہا۔
”آنکھ پوری تے کیا غاہدہ ہے!“
حیدر نے متھیڑا نہ انداز میں بلکہ میں جھپٹائیں۔ فریدی سے اس قسم
کی غیر ضریب میں آقے نہیں تھے۔

اچھے کس فریضی نے پہنچ کر با تحریر مکار در دانہ پاہر سے
بولٹ کرنے ہوئے کہا: "اب جو کوئی بھی۔ پوری طرح قابو میں آگی۔
کیا خیال ہے؟"

فریضی اب اپنے بیٹلی ہر لشکر سے ریواں لرز کال رہا تھا۔ اس نے
جیسے کو بستکی دوسری طرف جانے کا اشارہ کیا اور اب یہ بات جیسے کی
سکھ میں آئی کہ جو یہی ہے اس نے بستک کے پناہی ہو گی کیونکہ چادر
فرش میں لشکر کی بھی نہیں۔

بیتہر کے نیکے سے نکلوا ہو و قصّا فرید می نتے تکھانہ لپھے میں کہا۔
در دن تھارا جم کلائن ہو بٹ گا :
نیک اسی وقت جیدکی طرف چادر کا کنارہ اٹھا اور اس کے
دروازے کی جانب نکل جائے کی انہیں کی تھی۔
د نہیں محررہ بھی جیدیا اور کیش دے کر بڑا ہے اپنای پردہ پر قرار
ہی رکے تو بیتہر ہو گا :

بیلش چپرے والی محمد نے بیٹی کے لئے دو نوں باہتمام اور

تو اس میں شمشاد کا کیا تصور... تھیں سعد آباد کے لیے اپنا سفر بارہی رکھنا پایا ہے تھا؟

مجید کے نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ زبان بلانے سے بہتر تو یہ ہو گا کہ کسی قدر اونٹھ لینے ہٹ کا موقع نکال لے۔

لیکن اونٹھنے کا موقع اسے خراں کی دنیا میں گستاخ کر لے گی۔ پھر جب تک جنہوں نہیں گیا تھا آنکھیں نہیں کھلی تھیں۔

”سم کہاں ہیں؟“ مجید نے بھرائی ہوئی آواز میں سوال کیا۔

”پنے حواس مجمع کرو!“ فریدی خشک لیجے میں بولا۔

”شمشاد ویلا!“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!“

”وک!... یکوں... پھر کہاں ہیں؟“

”شاہد عزیز کی رہائش گاہ کے تربیب! اب اترو بھی!“

مجید کاڑی سے اتر گیا۔ پڑک سرخان پڑی تھی لیکن یہ وہ جگہ تو نہیں تھی۔

دیکھو دور پیدل چلنا پڑے گا۔ فریدی نے گاڑی سے اترے ہوئے کہا۔

”ذیما بائپ سلاسل کا ہوں چاہ، مجید نے آئی ہوئی جما ہی کا کل کھوئتے ہوئے پوچھا۔

پھر دور چلنے کے بعد جمید نے اندازہ لکھا کہ ان کی گاڑی
خاتم سے تریکھ نہیں فرلانگ کے ناصلے پر پار کی گئی تھی۔
نیشنل طے کر کے وہ اس نہیں پڑھنے پڑے جس میں شاہزادہ
کافلیٹ خلا پوری را بداری تاریک پڑھتی تھی۔ فریدی شیک نہیں
کے سامنے نہیں۔
جمید کو اپنی طرحی اور تھاکر جب دو سوں سے واپس بڑھنے کے لئے
ٹیک کن سگران کے پیسے ایک مسلح گاٹیل دہان پھرود دیا تھا اور راہداری
کے سارے ملب بگردشنا تھے۔
فریدی نے پسل ٹاریق روشن کی اور جمید پر نکل پڑا۔ روشن کے
ختصر ساداً و مسلح گاٹیل پر مرکزہ کر کر رکھا گیا تھا۔

لکھ کیا یہ بھی ختم ہے اس نے سرگوشی کی۔
ہن شیل دیوار کی جڑ سے لگا لبایا پھر اتحاد فریدی نے جک
کر اسے دیکھا اور بچر دشمن کا دائرہ نیڈ کے دروازے پر پہنچ گیا؛
دروازہ بند ہوا۔

اس نے بہ آہستگی اس کا پینڈل گھپایا۔ دروازہ کھلنا پڑا۔
کمرے میں اندر چرا نخواہیکن دوسرے کمرے کے دروازے کی مجری روشن

”ہوش میں ہو ریا نہیں۔ اس وقت سعد آبا وابہ
”تو کیا بھی آپ نے شش شاد بولا فون نہیں کیا تھا؟“
”نہیں۔ کیا تقریبے ہے؟ دیں تھر و میر آرہ ہوں؟“
جید در دارے کے فریب بھی لک گیا تھا۔ وہ دونوں تجربہ گا
سے باہر آئے۔ جید نے اسے فون کال کے بارے میں بتایا۔
”میں نے تھیں فون نہیں کیا تھا۔ تمارے بانے کے بعد
تجربہ گاہ ہی میں رہا ہوں؟“

”تب تو شہزادی متل ہو چکا ہو گا ہے۔“
”اکیوں ہے؟“ فریدی نے اُسے کھو دتے ہوئے سوال کیا۔
جیسا کہ جلدی اپنی اور شہزادکی گفتگو وہرنے کی...
کوشش کی۔

ایسے منظر سے شہزادروں کے نام معلوم کرو۔ فریدی نے اس
کے ناموں پر بھائی کہا۔

غیر عالم کرتے ہیں پانچ منٹ صرف ہونے تھے۔ فرید
نے شہزادروں سے رابطہ قائم کر کے شہزادکی خیریت دریافت کی۔

بول کر دوڑہ پڑا ہوا ہے۔ دوسری طرف سے کی طور تے
کہا۔ خود ان پیشہ نہیں کر سکتے۔ آپ کون صاحب ہیں؟“
”یہ خیریت معلوم نہ تھی۔ اخیں تھا تھا جو ایسا تو ہے جو
”ہم بہان کے قریب ہی موجود ہیں۔ آپ کون صاحب ہیں
وہ طبیعت بیہتر ہو تو کہہ دیجیے۔“ فریدی نے غیریت
دریافت کی تھی۔

بہت بہتر جناب!“
مشکریہ۔ فریدی نے سرمشتعل کر دیا۔
”کیا بات ہوئی؟“ حیدر بڑا ہے۔
عمری نہیں کہ ہر بات کی تہمیں کچھ نہ پچھے ہے۔ فریدی جی
اوھورا پھر کرپر فکرانہ از مس سگار سدھانے لگا۔
”اب آپ فطر سپر سگار بنوایا کیے۔ اگر اس سے میر کیتی
راسلت کریں تو ہتر ہو گا!“
فریدی کے ہنسیوں پر خفیف سی مسکراہٹ نہ دار ہوئی۔ لکھ
وہ کچھ لہلا نہیں۔ اس کا باندھ پکڑا کر زنسیوں کی طرف پڑنا چلا گیا۔
اور پھر جب وہ لفکن میں پہنچ گئے۔ اور لکن باہر ہا۔
کیلے پھٹکن سے گزرنے لگی تو حیدر نے ششاد کا نام لے کر کہا
”جس کو فرالات کا انبار کہا۔

”اس سے کیوں خفاہ سو گئے؟“ فریدی نے پوچھا۔
”دون بھرگ تھکن کے بعد ایک گفتہ کی زیندر بھی مقدر میں نہیں۔“

میری تو مغل بی خپل ہو گئی ہے... میر شاہ عزیز... آخر بھری
کرندا تھا۔ پھر اس طرح مردہ پایا گیا۔ پیاس نہیں... پورہ بھری صاحب
اس کی اصلیت سے ماتفاق تھے پیاس۔ یقین کیجئے میں تو قدر
سے بھی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ داری نقصان سبکی اور ہال آپ
میری دیپی قیام گاہ پر اس طرح الجایا گی کہ آپ تو کیون پر کسی
شہر کر نتے گیں؟

روز فاتح شش ہو گیا۔ ہمید اس کے پھر پر جائی ہوئی نہ
کو بغور بیکے جا رہا تھا۔

و نہ تھا تو ان کی کفٹی بگی اور حیدر اندر ونڈ کی طرف متوجہ
ہوا۔ تکلیف کیجئے بہ ششماں نے جیسا نہ انداز میں کیا؟
پھر پہچھے تو کہہ دیکے ہا کہ بیعت خراب ہے۔ خود نہ ان پر بنتیں کہ
حیدر نے اٹھ کر بیسوار اٹھایا۔ ہیلرو! ”
”اوہ تو تم ہی ہو!“ دوسری طرف سے فریاد کی آواز آ
خوا را پس آؤ۔ ہم اسی راست سوچا آباد جائیں گے۔ بہ ششماں
بیعت بھر ہو تو وہ کبھی ساتھ جمل سکتے ہیں؟
”کھو گئے۔ میں پڑھتا ہوں!“

جید ماؤں کھیس پر اتھر کر کر ششاد کی طرف مڑا اور فر کی پیکش را تکڑے کرنے کیا۔ اگر آپ جل سکیں تو ہمیں ہر جگہ ہو جائے گی!

اب بھر میں سکت نہیں تھی کپتان صاحب۔ ایک بنت پرے شایدی بستہ اٹھ سکوں۔ دل کی طالب بہتر نہیں ہے جید نے فریدی کو اس کی اطلاع دے کر سفر شروع کر اس کے بعد وہ اگر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ آنکھیں نیند کے در باطن بھیل ہوتی جاتی ہیں۔

تجربہ، حق کو معلوم ہوا کہ فریدی تجربہ کا ہے۔ سید چلا گیا۔ وہ اس سے کہنا ہاہتا تھا کہ اگر دو تین گھنٹے سو کر گزار لیتے بعد سفر شروع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

تجربہ میں انہیں رکھا۔ دیداڑہ کو رکھتے ہی اس نے کہا۔

”مگون جب جب“ اس نے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔
”ڈاؤن ڈاچر ہوتا کہ بولا۔“
”اوہ، کیوں؟ کیا بات ہے؟“
”روشنی کے۔“
”جاڑ، سو جاؤ۔ صح بائیں ہوں گی؛ فریدی نے کہا۔
”کیا مطلب؟ صور آیا و نہیں چلنا یہ۔“

روکی نہ سر جی پھر لامک سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔ میں اگر
تھیں اس طرح زندگی تو تم سعد آباد سے مرف تین میل کے قابلے
پر ملکانے کھا دیے جاتے؟

میں شمشاد کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہو،“

”میں کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتی یا“

”تم کو میرے ماں کے معاملات سے کیا سروکار؟“

”اس دنیا میں ان کے علاوہ میرا درکوفی نہیں تھا؟“

”کیا مطلب؟“

”کیا دیست نامے میں ان خاندان کا ذکر نہیں جن کی پورش“

خوب نے اپنے ذلتے کو کھی تھی؛“

”اوہ... تب شمشاد کے بارے میں بہت کچھ بتا سکو گی؟“

”شاہد عزیز اور شمشاد... دوزل ہی سے ان کی گہری“

”دستی تھی؟“

”شمشاد کا خیال ہے کہ ان کی درست تدریق نہیں ہو سکتی؟“

”میرا بھی یہی خیال ہے؟“

”شمشاد کو کچھ نامعلوم آدمیوں سے غائب ہے۔ اُس کا خیال“

ہے کہ اس کی حریقی میں پائی جانے والی لاش اسے چھانے کیلئے“

کسی نے ڈوانی تھی۔ کیا تم نے وہ لاش اچھی طرح دیکھی تھی؟“

”ایضًا؟“

”وہ کون تھا؟“

”میں نہیں جانتی! اس سے پہلے بھی نہیں دیکھا تھا!“

”کیا میرے ماں کو علم تھا کہ شاہد عزیز میک اپ میں رہتا ہے؟“

”میں نہیں جانتی!“

”کیا تھیں بھی علم نہیں تھا کہ وہ مصنوعی دارجی تھا پر ہرتاب؟“

”بھی قریب سے دیکھتے کا اتفاق نہیں ہوا تھا!“

”تم نے میک اپ کرنا کس سے سیکھا تھا؟“

”آپ کے ماں سے... وہ میک اپ کے مابہتے... کیا“

”آپ کو علم نہیں؟“

”عیندیگی نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ راکی سے کیسا برنا کرنا چاہیے۔“

لیکن ضروری نہیں کہ اس کا بیان درست ہی ہو ملکن ہے کہ وہ اس

درج کی لفظ کر کے خود کو شہبیت سے باہر شابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔“

وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ لکن فرش پا تھے اسے آنکی اور ساتھی

فریبی کی آداز سنائی وہی۔ ”تم دونوں پہلی بیٹت پر بیٹھ جاؤ!“

خاموشی سے تعیل کی گئی۔ لیکن دوبارہ حرکت میں آئی اور

کچھ دیر بعد جیمنے موس کیا کہ وہ گھر پہنچنے کی بجائے قومی شاہراہ پر

پاپ میں بیا کر بہنے گا۔
”جیسے چوتھے بہہ راکی بڑھا۔“

”وکس بات پر میں رہش دراوا؟“

”کرچل فریدی کا نہیں... میری بھی میں نہیں آتا ہے!“

”درکار ہوں گی؟“

”اچھا تم میرے ساتھ کیا برنا د کرنا چاہتے ہو؟“

”وکس اچھے سے نائش کتب میں رقص کے دوچار رائڈ...“

”حمدہ ناشتہ... اور بھر...“

”بیکا اتنی نیچے حالات میں نہیں دالا جائے گا؟“

”خادر کافرمان اصل ہوتا ہے!“

”آخر دھب؟“

”خواہ غواہ سرز کھاؤ... بھر کچھ کہا گیا ہے کرو؟“

”بیکا یہ بھی ذکر گے کہ مجھے ششادی ہمک بچلو!“

”ہو سکتا ہے وہ مجھے جاتا ہو... آخر میں نے اسی کی حرمت میں“

”تر تھارے ساتھ فراؤ کیا تھا؟“

”میں نے تو تم سے اس قرار کا مقصود ہمک علم ہر منہ کی پر شش

نہیں کی لیکن یہ شاہد عزیز ابھی ہمک میری بھروسے نہیں آیا!“

”اپ کے ماں کا بہترین درست تھا اور بالآخر انہی کے لیے“

”مارا گیا!“

”میک اپ میں کیوں بہتا تھا؟“

”اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی!“

”یہاں کس پیغمبر کی تلاش تھی تھیں یا؟“

”میک اپ نے وہ پیغمبر تھیں نہیں دیکھا تھی؟“

”اس فلم میں کیا ہے؟“

”یہ بھی میں نہیں جانتی!“

”وکس کے لیے کام کر رہی ہو؟“

”اپنے لیے۔ مرف اپتے۔“

”تب پھر میں تھا یہ یہاں خانے کی سفراش کروں گا؟“

”تھیں بھی ساتھے چلوں گی ایسے جی نزگے گا۔“

”آدمی ہو۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ میں راکی ہوں کس طرح جملے“

کے تھے میرے ساتھ... پرہہ اور تھبہ تھا کہ اسے طول دیتی چلی گی۔

”اتم تو دارجی مرچھ دای تھیں... سر پر سیفگ رکھنے والی راکیوں“

کے سچے میں اسی طرح دڑپتا ہوں!“

”جیسے چوتھے بھروسے کیا تھا اور نہیں تھا!“

”میں تو جیسے تھا اور نہیں تھا!“

”میں نہیں جانتی!“

”تم نہیں جانتی!“

”میک اپ میں کیوں بہتا تھا؟“

”کام کر رہی ہو!“

”اپنے لیے۔ مرف اپتے۔“

”تھیں بھی ساتھے چلوں گی ایسے جی نزگے گا۔“

”آدمی ہو۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ میں راکی ہوں کس طرح جملے“

کے تھے میرے ساتھ... پرہہ اور تھبہ تھا کہ اسے طول دیتی چلی گی۔

”اتم تو دارجی مرچھ دای تھیں... سر پر سیفگ رکھنے والی راکیوں“

کے سچے میں اسی طرح دڑپتا ہوں!“

”جیسے چوتھے بھروسے کیا تھا اور نہیں تھا!“

”میں تو جیسے تھا اور نہیں تھا!“

”میں نہیں جانتی!“

”تم نہیں جانتی!“

”میں نہیں جانتی!“

”میں نہیں جانتی!“

”میں نہیں جانتی!“

”اس راکی کو مانتے ہو!“

”جید چونکہ راکی کی طرف دیکھتا ہے جواب ریکس کے درمیان“

”خنے کو اس کی جگہ سے ہٹانے کے لیے زور تھا راکی اور“

”ریکس کے دیکھتے وہ اس میں کامیاب بھی ہو گی۔“

”راف متوجہ ہوا تو اسے بھی اسی سخت نگار پایا۔ البغاب اس کے پرندوں کی جانی ہوئی تھی۔“

”فریدی نے ایک بار پھر راکی سے پہلے بھانے کو کہا تھا اسی کی سکانی“

”میں نہیں جانتی!“

”جی بھائی!“

”جی بھائی!“

”میں خود کو حوصلہ مل کر تھیں کہ پیغمبر کی نلاش تھی!“

”کہاں کوئی کذب کی طرف پڑھنا چاہا!“

”پہنچ کریں!“

”فریدی کے اس زمی کے برناو کے باوجود جید کا روایوالہ بھی“

”مک راکی کو کہ کیے ہوتے تھا!“

”راہاری میں لک کر فریدی نے جید سے کہا:“

”رکھو اور کاشیل کر اٹھاؤ!“

”اے اٹھا کر زینے کے کرنا میرے لیں کاروگ نہیں!“

”بہت بہتر... رہشی دکھائیے!“

”دہ لاش میں پیچھے ہو جاتے ہوئے کہا۔“

”کہا:“

”میں آپ کو اس تک پہنچنا کہ خود غائب ہو جانا چاہتی تھی!“

”وہ جس مدد میں آکی کس نے تھا تھی؟“

”میں راکی کا یہ مٹھوڑا تھا۔“

”میں نہیں جانتی!“

”وہ جلاگی تھا اور یہ دلوں نہ پا تھے پکھتے رہ گئے تھے جس“

بہت بہتر جناب اے

لسمی نے جواب میں کہا اور پھر آوازیں
کر سکتی ہیں۔

انہیں

فریدی نے ہدکا ساقہ پر کھا کر ڈرانسیٹ کا سوچ آف کر دیا۔

ستام نے بہرے کا شاذ ہلاکر کہا۔

میں سُن رہی تھی لیکن ...!

پچھے بھی نہیں۔ فریدی بولا: اب تم دوبارہ سوکتی ہو!

آپ کی باتیں میری سمجھے باہر میں:

میں سب کچھ سمجھتا ہوں۔ تم جانتی ہو کہ شیر محلی زندہ ہیں؟

ہاں میں جانتی ہوں۔ وہ اس آدمی کے خلاف کوئی واضح

ثبوت فراہم نہیں کر سکتے تھے اسی یے اس طرح انھوں نے آپ

کو اس آدمی کی راہ پر ٹالا ہے:

میں کچھ سمجھتا ہوں۔ اگر اخیوں نے مجھے سعد آباد سے تین میل کے

کوئی نہیں کہہ سکتا۔ اگر انھوں نے مجھے سعد آباد سے تین میل کے

کوئی نہیں کہہ سکتا۔

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

آچھا تو یہی بتا دو جیسے آہستہ سے پوچھا: کیا وہ شخص

جس کی میرا ماموں ہے؟

فریدی بولا: اب تم سو بُو۔

یہ بالکل درست ہے کچھ سمجھتا ہوں۔

جس کی میرا ماموں ہے؟

یہ بالکل درست ہے کچھ سمجھتا ہوں۔

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

جس کی میرا ماموں ہے؟

یہ بالکل درست ہے کچھ سمجھتا ہوں۔

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

بہرے بھی اس میں پر کفتگو کریں گے:

آپ مجھے نیزند نہیں آئے گی!

اخلاقی بڑائت ہونی چاہیے۔ پھر دنیا کی کرفی طاقت اسے زیر نہیں
کر سکتی ہے۔

مشریف آدمیوں میں، اخلاقی جو اٹتے نہیں ہوتی ہے۔

وہ شریف نہیں بلکہ غلط تربیت کا شاہکار ہوتے ہیں!

بزوں ہوتے ہیں۔ پہنچا باتیں کسی کے مذہ پر نہیں کہہ سکتے اور

اپنی اس کمزودی پر فراخی کا غلاف پڑھانے رکھتے ہیں۔ سکتے

ہیں کروں آزاری ان کا شیوه نہیں۔ شاید تم بھی ایسے ہی گدھوں

کے روڑے سے تعقیل رکھتے ہو۔

بالکل درست ہے، جیسے چکر کر بولا: اب میں انہی محروم

کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر انھوں نے مجھے سعد آباد سے تین میل کے

شہر کے شہزاد اتنی جلدی حرمی میں جا پہنچنے کا یعنی کوئی تو بہت دنوں

سے خالی پڑی تھی۔ زادہ تھا کہ شام تک پیشیں جیسے کوئی دو بیس روک

کر سی طرح والپس کر دیا جاتا، لیکن وہاں ایک لاش دیکھ کر میں

بڑی فرح نہ سوس ہو گئی اور مجھے جھانگا پڑا۔

پھر لاش جلا کر سخ کر دی گئی تھی۔ یہ اس وقت ہوا جب شہزاد

اوہ جیسے تھا کہ شام میں نکلتے تھے۔ کسی نے شہزاد کے طازم کے سر

پر نہ بے نحراً ہے بے ہوش کر دیا اور شہزاد کے اس حصے میں آگ

نکادی جسیں لاش پڑی ہوئی تھیں!

مجھے بھے تھا کہ شہزاد کا علم نہیں: وہاں سے جھاگ کر میں سیدھی

شہر آن تھی اور سے پول بہول میں تباہ کیا تھا۔ پھر دنیا کے صاحب نے فون

پر مجھے تباہ نہیں کے تھل کی اطلاع دی اور کہا کہ میں اس کے فیٹ میں

نہ لاش کرنے کی کوشش کر دیں۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تباہ میں اپنے ایک بھاری سبر کم

دوست کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ہم دلوں بھی وہیں

تھے۔ آپ پہنس رہے تھے، قہقہے نگارہ رہے تھے، آپ اچھے دوست

کو چھپا رہے تھے اور میں پھر دنیا کے صاحب کی میتا بیاں دیکھ رہی

تھی۔ آخچ کارہ دید پڑتے تھے۔ کہنے لگے، کئی بڑی ٹری جسٹی ہے۔

میں اپنے خون کوئی نہیں بتا سکتا کہ میں کون ہوں۔ میں اس کی

پیشانی نہیں چومن سکتا!

جید کا دم گھٹنے لگا۔ اس کے بعد اس نے خاموشی افیار

کر لی تھی۔ پکھ دیر بعد ولی نے پوچھا و آپ کیا سوچنے لگے؟

میں سوچ دیا ہوں کہ ادمی سے نیادہ پہلے بیس جانہ اسی پر

زہین پر شاید ہی کوئی دوسرا ہماجا تھا۔

کروعلی گی کہ پھر دنیا کے صاحب نے اس معاملے میں شاہد ہزیز

کے ملادہ اور کسی کو ادازہ نہیں بنایا تھا۔

اس میں تو شک نہیں: ولی بولی: بیس اسے دوست دے

دوستی تھی؟

میں تم دلوں سے متفق نہیں ہوں۔ آدمی میں مرف

لیکن کچھ دل شہزاد کے بھی تیجھے پڑ گئے ہیں کیونکہ اسی

پھر دنیا کی موت پر لعین نہیں ہے:

میں اس سے میں بالکل معلم ہوں تھا۔

پھر تم حید کو اس کی حرمی میں کروں میں کئی تھیں اور فیکرانی

طور پر اس کا قفل کروں کھولا تھا۔

میں نے پھر دنیا کی صاحب کی ہدایات پر عمل کیا تھا! لعین

کیجیے میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں میں درہ ان سے بہتری باشیں

معلوم کرنے کی کوشش کرتی صرف ان کے احکام پر عمل کر دیں

ہوں۔ دیسے میرا خیال ہے کہ تا یہ پھر دنیا کے صاحب کو علم نہیں

تھا کہ شہزاد اتنی جلدی ختمی میں جا پہنچنے کا یعنی کوئی تو بہت دنوں

کے خالی پڑی تھی۔ زادہ تھا کہ شام تک پیشیں جیسے کوئی دو بیس روک

کر سی طرح والپس کر دیا جاتا، لیکن وہاں ایک لاش دیکھ کر میں

بڑی فرح نہ سوس ہو گئی اور مجھے جھانگا پڑا۔

پھر لاش جلا کر سخ کر دی گئی تھی۔ یہ اس وقت ہوا جب شہزاد

اوہ جیسے تھا کہ شام میں نکلتے تھے۔ کسی نے شہزاد کے طازم کے سر

پر نہ بے نحراً ہے بے ہوش کر دیا تھا۔

پھر دنیا کے تھل کی اطلاع دی اور کہا کہ میں اس کے فیٹ میں

نہ لاش کرنے کی کوشش کر دیں۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی میں اپنے تھل کی اطلاع کے چار دیواری میں

کھڑا کر دیا تھا۔

بہرے بھی اسی می

"مید دی ہالسے نصاہد سیم میں شامل ہوتی ہے اسی لاس پر
ہنر بیان کیلئے تیک روٹی جوہر نامہ قی میں
تھا جنگی بات پیری سمجھنے تھیں اسکی کوڑتی میسز مول
اوہ بخیدہ لوگوں کی آپ میسر سے کس طرح نہ بھائی ہے؟"
کرتل کی قربات ہی ذکر کردی :
کیا میں نے ان کی گفتگو نہیں سنی تھی جب تک
مشین گن سے انہا صندف نامہ کرنے کی اجازت ملگی رہتے تھے
تم انھیں سمجھ کی ہوتی تو کافی رائے فائم کرنے میں... بہت
عطا ہوئی؟
کیا مطلب؟
پھر سچی نہیں بارے میری بات کرونا مکمل فریہی کو کیوں...
ایس شاستر اور مینڈ آج تک میری نظرے نہیں ہوا:
اور میں افغان ہوں... کیوں؟
بھوہری صاحب سمجھی کی تھی جہاں اسے نہ تھا۔

ہاں فریہی نے کہا: اب تم آؤ... اسے اٹھا کر اندرے
چلیں گے:
ایسا مشترک اثاثت برائے! مید نے راکی کی طرف دیکھ کر
ٹھیزی ہبے میں کہا۔ وہ پکھنے بھی۔
زخمی کی عمر میں سال رہی ہو گی۔ خوش شکل زبران تھا۔ باس سے
خوش سیق بھی صلمہ ہوتا تھا۔
انھوں نے اسے اٹھایا اور آمد تک لے لائے۔ پھر کہے
مک راکی نے رہنمائی کی تھی جہاں اسے نہ تھا۔
گولی ران کا گرش پھارتی ہوئی اوہ سری طرف تکل گئی تھی۔ زخم
سے خون پرس رہا تھا۔ راکی فرست ایڈنس یعنی چلائی تھی۔

راکی کا کہنا ہے کہ یہ سمجھی خانہ انداز میں سے ایک کافر ہے جن
کی کالت پر بھری صاحب نے اپنے ذمے لے رکھی تھی: فریہی یہ ہوش
زخمی پر ناٹھی جائے ہوئے بلا۔

ہوں۔ میکن مجھے آپ کے الہیان پر حیرت ہے؟ آپ کو
ناز کرنے والے کی تکریبے اور نہ لاد رکی!

قاڑ کرنے والا انگلی ہو گا اور مجھے قیم بے کو لاد سو را ہو گا...
راکی نے بتایا کہ بھری صاحب نے دلادر کو اپنے راہ میں شریک
ہلکری را رکھ کر دکھا اور صفت آمیز اخلاق سے انھیں شدید نفرت ہے۔

اور بھری بابست ملجم میں کپتان صاحب!
مجھے اس پر کیوں بھری کو ہی بھر کیں میں قہدی حرمت کرنے گوں؟
وہ تو کتنی کیا پڑھے گی کپتان صاحب۔ میری تربیت بھری
بالکے انھوں ہوئی ہے۔ میں ان کے اور آپ کے یہ جان تنک میں
سکھی ہوں۔ ہر اس شخص کے پیسے سب کو رکھتی ہوں، جیسے جو مددی
بابا عزیز رکھتے ہوں:

اے معلوٰۃ اخلاقیات۔ اب لب کر، وہ میں بدر پکر مر جاؤں گا
بنیوں سے مجھے نفرت ہے؟
وہ کہنے سی دال تھی کوڑی دالیں آگیا: دا در کی کامیبی

مید نے اس کرے کی دلار پر میں اپنی ایک تعمیر دیکھی۔ راکی،
جو اسی طرف دیکھ رہی تھی جلدی سے بول پڑی: دیوان فانے میں
میں ایک قدم تصوری ہے:

آڑ۔ میں پری محارت دیکھنا پا بتا ہوں۔ کرتل صاحب زخمی
کو سنجال پیس گے:

پھر اس نے مید کو میں شہرے کا مشہود فیادر لالی کو ساختے
رکھا گیا۔ دیوان میں منٹ بندوں پر ستارہ با اور یہ
یہ معلم ہوتا تھا جیسے اب وہ بے ہوش ہو گر پڑے گی:

میں شافت ہو سکی ہے، مید نے پوچھا۔

"حد کر دی آپ سے بھی ہو راکی پوچھا تھا۔ ہاتھ مار کر بھی: جا
رہی ہوں باد جی خاتمے تھیں۔ آسے گھنٹیں ناشتہ آپ کو جلنے گو
رہا تھا لیکن اس راکی سے اس کے بارے میں تھیں پوچھا تھا۔ بس سے
نہیں تھیت کے دیتا کل بات چھڑا دی۔
جیسا کہ اس کے دیکھے چل رہا تھا۔ وہ پھر اسی کمرے میں آئے جہا
زخمی پوچھا۔

یکن یہاں تواب کوئی بھی نہیں تھا۔ بستر خالی نہ رہا۔ فریہی
کمرے سے نکل کر صدر دروازے کی طرف چھپا۔

چھپا جید بہر نکلا تو فریہی اسے کہیں دکھانی دیا۔ اللہ عزیز ایش
ہی میں رک کر پائیں باعث میں نظر دو اتارہ۔ میں اس کا خالی حصہ کر
زخمی یہ ہوش ہی رہا۔ بگاہد نہ فریہی اسے نہیں پھر دکھوڑاں تک نہ پہنچا؛
کی وجہ کیا ہے؟

"اب اس زخمی را کے کے بارے میں بتا ڈی کرتل صاحب کہے
تھے کہ تم اسے جاتی ہو؟"

"اس کی بورہ ماں اور دیہیوں کی کفالت بھی بھر دی جیدی صاحب
بی کر تھے تک ان انھوں نے مجھے نہیں بتایا کہ یہ راکا ہیں...
چھپا اسے ایسا عکس ہوا جیسے کرنی صدر دروازے سے
اس کی ٹھکانی کر رہا ہو۔ وہ تجزی سے مڑا، لیکن دوسرا اس سے بھی

نیادہ پھر تیکا ناہت ہوا۔ بس جید اس کی ٹھیک دیکھ سکا۔
وہ دستا ہرا صدر دروازے سے گوئتا چلا گی۔ راجباری کے
غلادی اور کسی پر کسی اتنا اعتقاد نہیں کیا تھا..."

"ہوں... اچھا بدل اور صاحب کے درشن بھی کراؤ... لیکن
خوب ہے۔ یہ بتا ڈی کہ جب میرے ماں میں صاحب نے استقال ہی نہیں فرمایا
تو پھر ناشر کس کی ذمہ کی گئی تھی اور دلادر سے یہ بات کیوں کر چکا
کی تھی؟

"آئی تھا یا چھوڑو۔۔۔ راجباری کے اس باندھ میں بھی صرف اس
کے بارے کی جکٹ دکھانی دی۔ وہ ایک کمرے میں داخل ہوا تھا جوں
چلا گا تھا۔ دلپسی پر کسی کسی بھاڑیں کھائی ہیں اس نے جم تو گھستے
شاید وہ دستے دستے مرجانے کا:

"دلار سے کیا کیا گیا تھا؟"
یہ تو میں بھی نہیں جانتی ہو۔
"تبر مسلم ہے؟"

کمرے سے نکای کا کرنی اور دو دو زمینیں تھا جس کی پہنچہ
سوچا جاسکا کر دہ اور ہر سے کسی دوسری طرف جانکا ہوگا۔

وہ پارول طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ راجباری سے فریہی کی آواز
کیوں نہیں؟
دلادر بیدار پوچھا تھا۔ راکی نے اسے جید سے طیا بچتے تو چہ میان آئی: محمد تم کہاں ہو؟"

ہر آنھوں سے جید کو دیکھتا رہا۔ پھر گھنٹوں کے بیان میں دیکھ کر اس کے
بیرون سے چھٹ گیا اور اس طرح دلاریں مار مار کر رہا۔ کہ فریہی کو بھی
اسی جھپڑ پہنچ جانا پڑا۔

بڑی خلک سے اس کاروں تھا۔ فاروں سے متعلق پوچھا گیا
پھر جید کی زبانی صدر تھا۔ کاروں سے بھر بھی کاروں کا بھی نہیں سن سکا؛
وائل ہوا تھا۔

تو اس نے بتایا کہ آٹھ ساعت کے بھر بھی کاروں کا بھی نہیں سن سکا!
وہ بہت اپنی بات ہے کہ اٹھ پاک نے اسے بہرا کر دیا ہے؟

جید غصہ تھی اس سے کہ بولا۔ دردیہ فاروں کے سلسلے میں اتنا بور
کرتا کہ پھر ناشتہ کرنے کی ہست بھی بھر میں باقی نہیں رہتی۔
اور دو دو بند کے بڑھ کر دو! وہ اس نے جید سے کہا۔

درج تربیت مہولوں کی حمید نے بھی پانچ بھائی۔

ونقاشہ بائیں گرستے سے شاہدہ کی آواز ستائی دی: آپ ووگ کہاں سے بول رہے ہیں؟ گبراؤ کرم ڈائٹنگ رومن میں تشریف لائیے۔

حمید سیرت سے فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔ فریدی کے ہنڑوں پر خفیف سی سکراہٹ نظر آئی اور پھر اس نے ہنڑ سکر کر شاذ کر جپش دی تھی۔

مقدار یہ ہے حمید صاحب کہ آپ کے ماموں خواہ مخواہ پر اصر

بنخے کی روشش کر رہے ہیں! لڑکا انہی کی گولی سے زخمی ہوا ہے۔ دھملوم کرنا چاہتے تھے کہ لاکا ہر جی میں بیویوں داخل پر اٹھا۔ سوانحون نے معلوم کریا اور مجھے نیقین ہے کہ اب وہ دہاں نہ ہوگا۔ جہاں ہم اسے چھوڑ۔۔۔

آئے تھے...؟

کیا مطلب جعلیاں چونک پڑی۔

مہندھ قاتے میں! فریدی سفر اس کی آنکھوں میں بیکھرے ہوئے کہا۔ وہ گراہا اکر دوسرا طرف دیکھنے لگی۔

میں... میں نہیں جانتی چوہدری بابا کہاں ہیں؟

اگر تم نہیں جانتیں تو پھر ایک کرے کی آواز دوسرا کرے

مک کیسے پہنچتی ہے؟

ایک شری عٹی پیدا کرنے والا جنڑی ہبھاں موجود ہے۔ ڈرول

سے پلایا جاتا ہے۔

جنڑی کہاں ہے؟

پانیں باش میں!

اوہ... اچھا... فریدی نے کباور کپ میں کافی انٹیٹھے لگا۔

تم اس مرح جو نیچی تھیں جیسے نیچیں ہبھاں تھے فازوں کی موجودگی

کا علم ہی نہ ہو! حمید نے رُکی کے کہا۔

نیقین کیجیے! مجھے علم نہیں تھا! رُکی بن فریدی کی طرف

دیکھ کر کہا جو سوچ کئے کافی بیار ہاٹا۔

متحار اسماں شاہدہ بے یا شاداں...؟

میں دو ذلیل ناموں سے بکاری جاتی ہوں:

متحار سے پاس آٹھ میلی میڑ کا اپانی کیمروہ ضرور ہو گا۔ اگر تھیں

سراغر سانی کا شوق ہے، وہ فتنا فریدی نے شاہدہ سے سوال کیا۔

یہ آپ کیسے کہ سکتے ہیں؟ شاہدہ پھر جونک پڑی۔

میرا خاں سے بچہ ہر دی صاحب کے پاس آٹھ میلی میڑ کا موہی

کیمروہ تھا!

بھی ہاں:

ذکریں آپ ووگ کہاں تھے؟

مجھے کہاں تھے کہاں تھے؟

وہ آتے رہے ہیں یہاں؟ اس نے کہا۔ پھر حمید سے بریا آپ

پکھ دی بعد وہ ڈائٹنگ ہال میں ناشترکر رہے تھے۔ لاک بھی

چھوڑ دیا۔

آپ ووگ کہاں گفتگو کر رہے تھے۔ دلاور نے پوری حکایت

چھان ماری تھی؟ رُکی نے حمید کو خاطب کر کے کہا۔

مکیا ہبھاں کی جانے والی گفتگو ہر کمرے میں سنجی جا سکتی ہے؟ حمید

نے سوال کیا۔

بھیجا ہاں:

میں آپ ووگ کہاں تھے؟

دنگی کرنے، گلائی قرودہ، نیلا اسٹر، کالا پلاٹ، بخششی روپیاں...
”جید صاحب!“

”کھل کر بات کرو۔ کیا تم شمشاد کو اچھا آدمی نہیں سمجھتیں؟“
”جب تک کسی کی کوئی بڑائی سامنے نہ آجائے میں اسے اچھا ہی
سمجھی رہتی ہوں!“

”مکھی چورہدی صاحب سے اس کا جھگڑا بھی سوا تھا؟“
”میرے علم میں تو ابھی کوئی بات نہیں!“
”شہد غریز سے؟“

”اس کا بھی علم نہیں!“

”محاری لا علی بھے پاگل کروے گی؟“

”فتا کہیں سے دھاکے کی آواز آئی اور وہ دونوں چپل پڑے۔
پائیں باش کے چھانک کے قریب کثیف دھویں کے مرغوبے بلند ہر
ہے تھے۔

جید و اتنے کی نو عوت سمجھنے کی رشتہ شرہی رہا تھا کہ فریدی
اور شمشاد بھی دوسرے ہوئے برآمدے میں آئے۔

”اوہ... میری گاڑی...“ فریدی بولا۔

واتھی اس دھویں کی اوٹ سے کوئی فریدی کی ٹکنے لے جا گا تھا۔
کپاونڈ میں شمشاد کی بیچ اور جید کی گاڑی موجود تھی اور شمشاد کے دعویں
ٹازم بھی بیچ ہی میں بیٹھے دکھانی دیتے۔ پھر کون تھا جو ہوئے گی:
بہر حال انھیں اس کو بچھے جانا پڑا تھا۔ جید اپنی گاڑی اسٹارٹ
کری رہا تھا کہ شاہدہ بھی بچھی سیٹ پر آئی۔

”تم کہاں... جاؤ اندر بیٹھو!“

”بس بچپ چاپ پڑے پڑے، میں ایسی ڈرپوک نہیں ہوں!“
فریدی شمشاد کی بیچ میں فخا اور خود ہی اسے ڈرائی کر رہا
تھا۔ شمشاد اس کے برابر بیٹھا تھا اور اس کے دونوں ٹازم پچھلی سیٹ
پر تھے۔ دو چھانک سے گورنگے۔ فریدی شاہد اپنی گاڑی کے ٹائزوں
کے نشانات پر بیچ دے رہا رہا تھا۔ گاڑی ترکزوں سے اچھل ہو چکی تھی۔
”وہ کون ہر سکتا ہے؟“ جید بڑھ دیا۔
”خدا جانے، یکن وہ دھماکا!“

”دھویں کا ایک بچوٹا سا بے ضرر ہے؟“

”مقصد؟“

”مقصد ہی کہ اسے ٹکنے لے جانے کا موقع مل جائے۔“ جید بڑا
میں بیٹھے ہوئے تو شاہدہ وہ بہ نیچھتکتا
دونوں گاڑیاں آگے بچھے دوڑتی رہیں مگر ٹکنے بھی تک تر
دکھانی نہیں دی تھی۔ پتہ نہیں کتنی تیز تقاری سے جانی کی تھی۔

شتابہ اوسا لامکار بنکار سرکار دربار سے بھی اپنے کام نکال سکتا ہے؟
”اوہ... تو آپ نے اب تک اس کیسے کی کیا ہے؟“

”مم... میں نے... میں نے اس کی بات نہیں مانی تھی۔ وہ
چباتا تھا کہ میں شیر مل کی برق کھود کر دیکھوں کہ حقیقتاً انہی کا مردہ دفن کیا
گیا۔ پھر بکھر کر اور بیکن میں نے آپ کو بتایا تھا کہ کچھ لگ عرض اس یہے
میرے پیچے گئے ہیں کہ میں نے چورہدی صاحب کی برق کھودنے
کی کوشش کی تھی۔ میں نے یہ ناطق بیان اس لیے کی تھی کہ آپ شدید
سے ان لوگوں کی تلاش شروع کر دیں...“ تھیں کیسے... یہ بیت کا
دیوتا... بارڈر ایریا کے لوگوں کے لیے معینت بنا ہوا ہے میری جو ٹی
میں پانی جلتے والی لاش اسی کی طرف سے میرے یہے ایک دھمکی تھی
اسی کے آدمیوں میں سے کسی نے پہنچاں صاحب کو اس لاش تک
پہنچا یا تھا اور آج پر ثابت ہو گی کہ عاقل خان بورہ وقت میری گون
کاٹ سکتا ہے، اسی کے کارندوں میں سے ایک ہے؟“

”اوہ بکھاں ملے گا؟“

”رُب بُنگر میں میرے فارم میں... وہیں ہو گا۔ میں نے آپ کے
گوش گزرا کر دیا۔ اب میں اپنا اور اپنے خاندان والوں کا تختہ چاہتا ہوں:“

”اوہ نے افراد خاندان کیاں رہتے ہیں؟“

”شانی سرحد کے قریب کسی علاقے میں...“ میں نے ان میں
کے بھی کسی کو نہیں دیکھا۔ عاقل خان میں سال پہلے میرے اس ٹازم
کے لیے آیا تھا اور اپنی کار کردگی کی پہنچ پر اس عرصہ میں بیکھر کے ہوئے
تک پہنچ گیا:“

جید فارم سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ اتنے میں شاہدہ آگئی۔
”پھر اور جائیے؟“ اس نے جید سے ہو چکا۔

”مددن!“

”بھیں کے سری پائے نہیں کھائے آپ نے؟“
جید کھانا ختم کر چکا تھا۔ فریدی نے اسے اشارہ کیا، شاہدہ کو وہاں
سے ہٹائے جائے۔

جید اسٹارٹ ہب الہا۔ اچھا تو شمشاد دھی اب چل کر اس کے کھانے کی
تفصیل سن لیجیے؟

ٹرکی نے اسے بے احتیازی سے دیکھا اور دروازے کا طرف
ملا گئی۔

کرے نے نکل کر وہ بیروفی برآمدے میں آئی۔“ عوپ کی

پیش کے باوجوہ پتا نہیں کیوں جید وہیں بیٹھا چاہتا تھا۔

”آپ بھے یہاں کیوں لائے ہیں؟“ شاہدہ نے مجھبالے
ہوئے انداز میں پوچھا۔

”اوہ وہ سرے سے نائب ہے:“
”غاباً آپہو کہنا پاہتے ہیں کہ آپ کی حوصلی میں آگ بکار لاش کو
سن کر دینے والا عاقل خان ہی تھا؟“

”اس کے علاوہ ارکیا کہا جاسکتا ہے۔“ گری چوکت اسی کی ہے تو
پھر نیشن کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اس شخص سے واقعہ عاجس

کی لاش میں نے حوصلی میں دیکھی تھی!“

”کل جو ہیں پہنچنے سے قبل آپ دونوں کئے عزم تک سامنے
رہے تھے؟“

”میں یہاں تھا تھا، وہ زیبوں پر تھا۔“ کل بیسج یہاں میرے

پاس آیا تھا۔ پھر کاغذات کی ضرورت تھی لہذا میں اسے ان کاغذات
کے لیے اپنے ساتھ جو ٹیکیے گئے تھے:“

”وہ خدوش ہو گیا اور فریدی پر تھرا انداز میں سر ہلاکر بولا۔“ تب

زیست پھو سوچا جاسکتا ہے:“ اس کے بعد کمرے کی فضائیاں ساکرت
لاری ہو گی تھا۔

”کھاتے رہیے“ جید نے شمشاد سے کہا۔“ باہم تو ہوئی ہی...
رکھتے ہی خوش ہو گیا۔

”آپے پچھا جان۔“ رُوکی اٹھتی ہوئی بھی تھا نے میں شریک
ہو جائیے؟“

”اللہ فضل کرے گا۔ یہیجے...“ کباب بہت لذیذ ہے:

”دنعتاً فریدی نے اسے غلط کر کے کہا۔“ کیا آپ کا خیال ہے
کہ عاقل خان بھی ریت کے دریتا کے بھگاریوں میں سے ہے؟“

شمشاد کے ہاتھ سے زوال چھوٹ گیا۔

”رُوریت کا دریتا۔ لگ۔“ کیا مطلب؟“

”مطلوب آپ جو سے زیادہ جانتے ہیں؟“ فریدی ہم اسے اس کی آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے سد بھی میں کہا۔

”ت۔“ دو ت۔ آپ جانتے ہیں کہ عاقل خان...“

”میں آپ کی زبان سے جی سنتا چاہتا ہوں!“

”کیا آپ میری اور میرے خاندان والوں کی زندگیوں کا تختہ
رکھیں گے؟“

”حقی الاحکام!“

”وہ اس طلاقے میں مست کافر شست مہموم ہے۔“ یہاں کے صریح دروازہ

وہ فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ بڑی توجیہ سے سُن رہا تھا۔ شمشاد چند

لئے خاموش رہ کر بولاتے جب میں کہتا صاحب کی گاڑی کے ٹائرول
کی مرمت کر رہا تھا اور ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ گاڑی سے پٹرول کے

نن نکال کر اندر بے باس نہ لائیں میرے بیخ عاقل خان ہی تھا۔“

”آجبا،“ فریدی نے تعبی میں اندراز میں سر کو بیٹھ دی۔

نے شاہدہ فاروقی اور شاہدہ خالدی کا ذکر ان سے مزدود کیا سو گاہندا محاط
رہے گا۔ ان پر یہ نہ فناہ ہونے پاٹے کہ وہ اپنی میں سی تھی!“

”میں اتنا ہمیں ہوں!“ فریدی نے خشک ہجھے میں کہا۔“ تم خود
کسی قدر ضرور ہو!“ فریدی کے پیٹ کا جھکٹ بھی تھا میں کہا۔

”جاوہار اسے بھیں لاتا۔“ شمشاد کی بیچ کے پیچے اس کی گاڑی کھڑی نظر
جید اٹھ گئی۔ شمشاد کی بیچ کے پیچے اس کی گاڑی کھڑی نظر

آئی۔“ ارادہ۔ آئی۔“ جید پر تپاک انداز میں آگے بڑھا ہوا

برلا۔“ مگر آپ کی کیسے معلوم ہوا کہ ہم وہیں ہیں؟“

”تیسا!“ پیٹے ہو گئی گیا۔“ آپ کی گاڑی کے دھیل ٹھیک کرنے

اور ادھر پتا چلا آیا۔ اور پھر ایک ضروری بات بھی گوشہ نہیں خوار
کرنا تھی۔“

”چلے... اندر تشریف پڑے پیٹے؟“

”جید اسے ڈانٹک روم میں لایا۔“

”آبا... شادو بھی بھی موجود ہے۔“ شمشاد نے کرمے میں قدم

رکھتے ہی پچھا جان۔“ رُوکی اٹھتی ہوئی بھی تھا نے میں شریک

ہو جائیے؟“

”ضرور... ضرور...“ میں بہت بھوکا ہوں۔ باہر میرے دو آدمی

آپ تشریف رکھیے!“ ان کے یہ بھی اتنا گاڑا ہوں؟“

فریدی نے اٹھ کر اس سے مصروف کیا تھا۔

شاہدہ کھاتے کے دران ہی میں اٹھ گئی اور شمشاد فریدی کی

ڈر ڈھکر ہوا۔

کہتا صاحب کے پلے آنے کے بعد میری حالت نیارہ خرب

ہو گئی تھی۔“ میچ چار بھکے قریب کی قدر سنبھل رہیں نے آپ کی کوئی

پر ٹون کی۔ معلوم ہوا کہ آپ مگر تشریف نہیں رکھتے۔ فوراً خیال آیا کہ آپ

سعد آباد گئے ہوں گے اپنے خاندان صاحب کی گاڑی بھی یاد آئی میں نے

سوچا کہ اس سعد آباد بھی پہنچا دوں۔ شایدی بھی اور سے بھجو ایسا لیکن ایک

اہم اطلاع نہ خوبی ہے ہی آنے پر بھور کر دیا۔“

پچھے راست کے انتہام پر جیپ رک گئی۔ جید نے بھی اپنی گاڑی کی رفتاد کم کی تو اسے جیپ کے قریب بول دیا۔

فریدی اور شادا کو پچھے اترتے دیکھ کر خود بھی اڑا اور ان کے قریب باکھرا ہوا۔ ملکن کے نشانات پہنچا سڑک پر مائیں جاں بُرُج سے یعنی مشرق کی سمت۔

جید کی گاڑی میں فیصل پہنچ دشمن کیا ہے؟ فریدی نے شادا

سے پوچھا۔

ٹیکٹ مل تھا اور ڈال میں بھی زائد پتوں موجود ہے۔ میں نہ کتنا صاحب کا خدا رہ پڑا کرو یا تھا، لیکن سوال تو یہ ہے کہ ہم مابین کیا کہا؟

دیکھا رہ شادا کے بہت اہم طالز میں میں شمار کیا جاتا ہے؟

اہم ترین۔ شادا کی بیت سی نہیں بود و سرول کے قبضے میں تھیں عرض اسی کی حکمت ملی کی بتا پڑے واپس مل گئی تھیں:

و تو گویا وہاں اطراف میں فامی شہرت رکتا ہے؟

جی ہاں!

فریدی نے پھر کچھ نہیں پوچھا تھا۔ دو فوٹ کا ٹریاں ۲ گے پیچے دشمنی میں۔ پکھ دی بجھ دے ایسا طلاقتے میں داخل ہوتے جہاں سڑک کی دو فوٹ اطراف میں اور پہلی چھٹی چھٹیں پھری ہوتی تھیں۔

مکیاں پڑتے جانے کا ارادہ ہے، جید نے عکسی سی آزار میں پوچھا۔

فریدی نے بواب طلب نظر میں سے عجید کی طرف دیکھا۔

میں کچھ نہیں جانتا از بر وستی یہ طویل تھی؟

تم نے منع کیوں نہیں کیا؟

ہو گا کرنی۔... لیکن وہ میری گاڑی آئی آسانی سے تو نہیں ساکتا،... شادا صاحب آپ پاہیں تو پاہیں جاسکتے ہیں؟

نہیں صاحب، یہ کیسے ملک ہے؟ شادا جید کی گاڑی کی طرف دیکھتا ہوا اولاً: لیکن یہ یوقوف لاکی کیوں پہن آئی؟

اسیں دشمن نے بواب طلب نظر میں سے عجید کی طرف دیکھا۔

میری کہ رہی تھی؟ شادا نے متین اندھے میں کہا۔

لیقین کیلئے اس سجنیدگی سے کہ رہی تھی؟

بہت چاہتی تھی پہندری صاحب کی شادا نے مفہوم آزادی میں کہا۔

اپنی بات ہے تو قدری ہی گاڑی میں چلنے گا۔ فریدی جید کو ملاطیب کر کے لਾ۔

شادا کے چہرے پر ایسے نثارت نثارت بیسے فریدی کی بات سمجھ میں ن آئی ہو لیکن وہ کچھ نہیں بولا تھا۔

فریدی، جید بھی اور گاڑی میں جانشنا اسی سینگھ خود میں سجا تھے ہے شادا کو آگے بڑھ جانے کا اشارہ کیا۔

وہ بھی سڑک تھی جس سے رو سحد آباد تک پہنچتے تھے اور اب سعد آباد سے مشرق کی طرف سرحدی طلاقتے میں داخل ہو رہے تھے۔

شادا کی جیپ آگے تھی اور جید فوسس کر رہا تھا کفری میں شادا سے

نکل جانے کی کوشش نہیں کر رہا۔

مکیا خیال ہے، وہ جید آہست سے بولا: وہ مائل خان تو نہیں ہے؟

وہ بھی خیال ہے، اور جید اسی شادا کو ملاطیہ کو چھاڑ دے کے پہنچا: کیا تمہارا فان

کے باسے میں بھے کچھ بتا سکو گی؟

جی نہیں؛ میں نے مرف اس کا نام نہیں بھی ملک بھی نہیں دیکھی...!

دیکھا رہ شادا کے بہت اہم طالز میں میں شمار کیا جاتا ہے؟

اہم ترین۔ شادا کی بیت سی نہیں بود و سرول کے قبضے میں تھیں عرض اسی کی حکمت ملی کی بتا پڑے واپس مل گئی تھیں:

و تو گویا وہاں اطراف میں فامی شہرت رکتا ہے؟

جی ہاں!

فریدی نے پھر کچھ نہیں پوچھا تھا۔ دو فوٹ کا ٹریاں ۲ گے پیچے دشمنی میں۔ پکھ دی بجھ دے ایسا طلاقتے میں داخل ہوتے جہاں سڑک کی دو فوٹ اطراف میں اور پہلی چھٹی چھٹیں پھری ہوتی تھیں۔

مکیا پڑتے جانے کا ارادہ ہے، جید نے عکسی سی آزار میں پوچھا۔

فریدی نے بواب طلب نظر میں سے عجید کی طرف دیکھا۔

میں کچھ نہیں جانتا از بر وستی یہ طویل تھی؟

تم نے منع کیوں نہیں کیا؟

ہو گا کرنی۔... لیکن وہ میری گاڑی آئی آسانی سے تو نہیں ساکتا،... شادا صاحب آپ پاہیں تو پاہیں جاسکتے ہیں؟

نہیں صاحب، یہ کیسے ملک ہے؟ شادا جید کی طرف دیکھتا ہوا اولاً: لیکن یہ یوقوف لاکی کیوں پہن آئی؟

اسیں دفن کر دو!

آپ کی سادگی پر نہیں آئی تھی لیکن صاحب۔ یہ کریل صاحب نے اس امکان پر پہنچے ہی نظر رکھی ہو گئی:

زیادہ تباہیت بگھارو گی تو گاڑی سے انکار دوں گا؟

پہنچ پہنچوں کی میں کر نے لے گے آپ؟

اپنک فریدی نے گاڑی روک دی۔ شادا کی جیپ اگلے موٹپہر نظر میں سے اوچل ہو چکی تھی۔

فریدی کھڑکی پر جگہا ہوا بائیں جاں بُرُج والی چھازوں کو بغردی کھا رہا تھا۔

فریدی، جید بھی اور گاڑی میں جانشنا اسی سینگھ خود میں سجا تھے ہے شادا کو آگے بڑھ جانے کا اشارہ کیا۔

وہ بھی سڑک تھی جس سے رو سحد آباد تک پہنچتے تھے اور اب سعد آباد سے مشرق کی طرف سرحدی طلاقتے میں داخل ہو رہے تھے۔

وہ بھی نظر میں سے اوچل ہو گئی۔

آڑی سب کیا ہے؟ اسے ٹاہنہ بولی۔

آہست... تھاری آواز اپنی نہیں ہوتا ہے۔ اس کی تھیں۔

ساتھ آئنے کی سوا بھتگی۔

اگل... کیا مطلب؟

مطلب کشت دخون کے علاوہ اس کو نہیں ہوتا ایشش؟

وہ بھروسوں پر انگلی رکھ کر فارس ہو گیا اس کی سامنے کی کاشش کرنے

کھڑا... یہ کسی بندنی گاڑی کی آواز تھی جو تبندنی قریب ہوتی معلوم ہو گئی

تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے شادا کی جیپ دیکھ دیں آڑی جہاں نہیں

کھڑی تھی۔ وہ اور اس کے ساتھی جیپ سے کہے اور ملکن کے قوب

بھتگی تھی۔ شادا نے گاڑی میں سرداں کو کچھ دیکھا اور چھوڑ جیپ کی

دلف پڑ گیا تھا۔

وہ تینوں دوبارہ جیپ میں بیٹھے اور جیپ بھی اور جیپ چل

دی پڑھر فریدی اگر تھا۔ جید نے طربی سائنس لی۔

★

آپ پہلتے کیوں نہیں کیے سب کیا ہوتا ہے؟ شادا جید

کاشان جب نہ ہوتی ہوتی پڑی۔

جید نے اسے اسی تھیکی نظر میں سے دیکھا، لیکن کچھ بولا نہیں!

سرج رہا تھا کہ اسے کیا کرنا پاہی۔

لکھن کی بھیاں فریدی اسے رسے گیا تھا۔ مقصد اس کے ملادہ اور کیا ہوگا۔

اد رکھا کر تھا کہ تھرست پڑنے پر وہ اپنی مقل استعمال کر سکے۔

دنقا اس نے شادا کے ساتھ کہا: میری سمجھ میں نہیں آماز تھا

لیکر دل؟

اکی مطلب؟

اب جو کچھ بننے والا ہے..... وہ کم از کم شوقیہ ایڈو چڑوں

کے بیس کا دلگ نہیں ہو گا؟

میں کچھ نہیں سمجھیں!

آپ کے چھوڑ دی بھی باہمی پڑھا اور خود ان کے دیکھیے جانے کا

امکان نہیں تھا۔

ایک... کیسے؟

سیرا دھوئی ہے کہنے کے ساتھی تھے؟

میں نہیں۔ یہ ناکھن ہے؟

ویکھ دیتا... جاسوی ناول پڑھ پڑھ کر سارا غرساں ہن شینے والے

ایسی ہی حلقیں کرتے ہیں؟

آپ ان کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں؟

وہ جید کی گاڑی پر بیٹھا اور اسے آگے بڑھا تا پہاڑیا تھا۔ بالآخر

وہ بھروسوں پر بیٹھے جانے کے ساتھی تھا۔

میں بحث کے موڑ میں نہیں ہوں۔ تم نہیں شہرو۔ میں جا رہوں ۔

”یہنا ملکن ہے۔ میں بھی جملوں گی۔ اگر وہ بھروسی بایاں تو

میں بھروسی کاری و اپسی کا انتشار نہیں کر سکتی۔“

”اوڑے تو وہ بھروسی کیسی ہوں گے؟ ملکن بیان بھروسی پریدل نگئے ہوئے گے؛“

بچہ بھروسے بھی جلوں گی؛“

”اللہ مج پر بہت مہراں ہے یہ حمید صندھی سانس لے کر بولا۔

”امیں تک بھے شادی کی ترقیت نہیں دی۔“

”باتیں نہ بنائے پہلے ایں بھی خدو عصوں کر رہی ہوں مکنل

صاحب ایکے گئے ہیں؛“

”وہ دوڑوں چنانل سے چنچے اترے اور لکن میں جائیں۔

جید نے بڑی پھر سے اپنی طرف کے دروازے کا غاز کھول کر ”امی

گن نکالی اور اسے گرد میں رکھتے ہوئے شاہد سے کہا۔ آج تھیں

شاید ایڈو پھر کا عملی تحریر ہو جائے۔ بچہ بھے میدان میں نکل آئے۔

”آپ نے کس پانپر کا تھا کہ جودی بابا کاڑی لے جائے تھے؟“

”پھر کان کھانے لئیں خود دیکھ دینتا۔“

شاہد کا چھوڑ دیا جاتا! جید نے اسکی تھیں سے دیکھتے

ہے کاڑی اسٹاٹ کی۔ اس جگہ سے ہٹتے ہی جید نے عصوں کیا کہ

کر بولا۔ اب پتاڑا! میں تھیں آرما تھا کہ کس طرف جائیں۔ فائزوں

کی آوازیں اب نہیں ستائی دے رہی تھیں۔

”پتاڑی کہاں کیا ہو رہا ہے؟“ شاہد بڑا فیضی۔

اچانک پھر میں غاز ہوئے۔ یہ اتنے قریب کے تھے کہ جید کو

بڑی پھر سے ایک پتھر کی اُٹت لینی پڑی تھی۔ پھر وہ دانت میں

کلکن دیکھیں۔ کیوں پھر دیکھیے ہوں گے۔“

”آپ کو دھرے گورنانا ملکن ہی تھا۔

”کوئی کو دہ بانہ بیک کرنے کے اسی جگہ پر والپیں لانا پڑا۔ اب

سرچ رہا تھا کیا کرنا چاہیے۔“

”لہیجن گن ایک طرف کو باہر نکلا دوسرا دوڑوں کے دروازے کا غاز

کھولا۔ احمد جیکٹ نکالی جس کے استر میں روپ اور کے کاروسس نگھنے

جیکٹ پہن کر باہر نکلا۔ اور شاہد سے سمجھی اترنے کو کہا۔

”مہیں پیدل ہی چلن پڑے گا؛ اس نے ٹامی گن اٹھاتے ہوئے

اس سے کہا۔“

”پچھے کیسی بھی توڑ، وہ کپکپا تی ہوئی آواز میں بولی۔“

”تم آخر بھیں کیوں نہیں ٹھہریں؟“

”میں کہہ چکی ہوں کہ یہ نا ملکن ہے؛“

”دفتاؤ دوڑے کئی فائزوں کی آوازیں آئیں اور وہ دوڑوں پنک

کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔“

”وہ سری بار جید سمت کا تھیں کر سکا! اور پھر اس نے بے تکمیل

اسی سمت دوڑ کی تھی... مذکور پھی نہیں دیکھا تھا کہ وہ اس کے

چیچے اُڑی کہے یا نہیں۔

”نامی گن بغل میں دبائے دوڑا جا رہا تھا۔ پھر دوڑ جانے کے بعد

اسے اپنی کاڑی دکھائی دی جو راستے سے بہت کرایک چٹان کی تھی

میں کھڑی تھی۔ جیکٹ کا رس کے قریب پہنچا۔ اس پاس نظر دوڑنی میں

فریدی کا کہیں پتہ نہ تھا۔ پھر آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ شاہد بھی

پہنچ گئی؛ اچھی بات ہے۔ آؤ۔“ حید جتنا کر بولا۔

پھر دوڑ پلٹھے کے بعد پھر کنپا کر نکل کر شاہد کی جیپ بھی کھڑی

ندا آئی تھی میں وہ اور اس کے ساتھی غائب تھے۔

اس جگہ سے فائزوں کی آواند کا رخ بدلا ہوا لگا تھا۔“ وہ

بائیں جانب کے تنگ سے درے میں داخل ہو گیا۔

شاہد اس کے کانڈھوں پر ہاتھ رکھے چیچے چل رہی

تھی۔ جید کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کو کسی اپنی چٹان سے بینچے بھی نکل

دے۔ پھل زندگی میں کرفی ایسا موقع یاد رہا۔ یا کہ جب کسی لوگی پر اس

شدت سے جھلایا ہو۔ وہ پھر کھلے میدان میں نکل آئے۔

لیکن اب سمجھیں نہیں آرما تھا کہ کس طرف جائیں۔ فائزوں

کی آوازیں اب نہیں ستائی دے رہی تھیں۔

”پتاڑی کہاں کیا ہو رہا ہے؟“ شاہد بڑا فیضی۔

اچانک پھر میں غاز ہوئے۔ یہ اتنے قریب کے تھے کہ جید کو

بڑی پھر سے ایک پتھر کی اُٹت لینی پڑی تھی۔ پھر وہ دانت

کر بولا۔ اب پتاڑا! میں تھیں کوٹ کی جیب میں رکھوں یا تو میں کر

پی جاؤں؛“

”مجھے نہیں معلوم تھا کہ مشکلات میں پڑ کر آپ میںے لوگ حور توں

سے بُدتر ہو جائے ہیں؟ وہ ہاتھی ہوئی بولی اور پھر اس نے زبردستی

بننے کی کوشش کی تھی۔

اس ریمارک پر جید بور ہو کر غامر شس ہی بولگی۔ غاز بڑھنے

گویاں ان کے سروں پر سے گز رہی تھیں لیکن غاز کرنے والے نظر

نہیں آرہے تھے۔ ان کی دوڑوں جانب اپنی اپنی چٹان میں تھیں

اور۔ ذر ہی اطراف سے فائزگ بہر ہی تھی۔ اس کا مطلب تھا تھا اس

زیریقین ایک دوسرے پر گویاں بر سردار ہے تھے لیکن اندازہ کا ناجمال

تھا کہ وہ کون ہوں گے؟۔ شفاذار نکلنے سے بھاگنے والے کے دریاں

بھی ٹھنکتی تھی۔ جید سوچ رہا تھا۔ ملکن ہے فریدی بھی نی الحال مخفی

ایک تماشائی کی جیکٹ سے حلالات کا جائزہ لے رہا ہو۔

پچھے کیسے؟ شاہد مضر باد انداز میں بڑا فیضی۔

”چچ پاپ بیٹی رہو؛“

”میرا دعویٰ ہے کہ شاہد صاحب خطرے میں میں!“ شاہد

نے کہا۔

”یا تم بتا سکو گی کہ کتنی صاحب کس طرف ہوں گے؟“

”نہیں۔“

”وہیں بھر کچھ کہے یا نہیں۔“

”بچھے بھٹ کئی۔“

”اپ بھروسی کی حادیت کر دے ہیں؛ ششاد غریبا۔“

”وہ کس طرح جناب عالیٰ ہے جیسے میں بھٹ کھا۔“

”میں بتا گا ہوں وہ فتنہ بائیں جانب سے آواز آتی۔ فریدی اس

پتھر کی اوٹ سے باہر آ رہا تھا جس کے چیچے ششاد کا شکار گرا تھا۔

”پتھر کی فتنہ بائیں جانب سے آتی۔“

”بچھے کیسے پتھر کی فتنہ بائیں جانب سے آتی۔“

”میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔“

”مخفی غلط تھی کی بناء پر۔“

”میں نے آواز دے کر تھیں آگاہ بھی کر رہا تھا۔“

”میں نے آواز جیسی سنی تھی۔ میں سمجھا تھا وہی ہے جو اپ کی

کاڑی سے بھاگا تھا۔“

”کچھ اندازہ بھے کرن لے جاؤ گا؟“

”اپ بھروسی کی حیرانی کی حیثیت میں بھروسے ہوں۔“

”میں بھروسے ہوں۔“

”اچھا۔“ کبھی ہوئی دوچھل کر پتھر کی اُٹت سے نکل کی اور حلق

پتھر چاڑا کر ششاد کو آوازیں دیتے گئی۔

”ششاد مڑا تھا اور پھر اپنے دوفوں ساتھیوں سیست دوڑ گھان

تھی۔ ان کا رخ تبدیل ہوتے ہی جید نے بھی اپنی پریشان بدل لی۔“

”ششاد را انفل کی نال شاہد کے سینے پر رکھتا ہوا مہاڑا بُتھاڑا۔“

”پتھر کیا ہے؟“

”آنکل انکل یا آپ کیا کہہ سبے ہیں؟“

”میں سنکر دے جس کی قبریں بلاسٹک کا ایک بھروسہ من کیا۔“

”اچھا تو خود۔“ بھی حرفت تھے۔ ششاد نے پتھر سے بیٹھی

ٹھوٹ گئی۔ اس کے بعد جید نے پتھر کی دکھائی تھی۔ نامی گن سنجھاۓ

کھوئے۔ اس کے بعد جید نے پتھر کی دکھائی تھی۔

”یوں ایسیج کیا گیا تھا جو۔“

”بڑھنے اسے قرار دنگوں سے دیکھتے ہوئے شاہد کر اگلے

جنگاں اور قاراٹا میں چلتا ہوا تھا۔“

”میں کرنل کی کاڑی میں بھی نے نکلا تھا؛ اس نے گزیں آواز

129

ہیمارے مامول جان۔ مجھے بھی کچھ عرض کرنے دیکھئے؟ دعویٰ
جید بولا۔

”کہو کیا کھا چلتے ہو؟“

”اگر وہ ہم دونوں کو مٹھائے تھا ہی دیتا تو کیا ہوتا؟“

”بمرخوردار میں داخل تو نہیں تھا۔ میں تو اتنی بلندی پر تھا کہ تم سب مجھے صاف نظر آ رہے تھے لیکن جب کرنل ہیچخ مار کر دھکتے ہوئے نیچے آئے تھے... میں بھی سمجھا کہ خدا نہیں نہیں تھا۔“

ایسی کامیاب ادا کاری کبھی نہیں دیکھی۔

”لیکن آپ کو اس کا حق کیسے پہنچاتے کہ یہندگر نہیں وغیرہ...“

”یہیں ایکس ملڑی آنیں بھی ہوں اور سرحد کی حفاظت کے لیے بہت کچھ اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں۔ باقاعدہ اجازت نامہ موجود ہے پرے پاس：“

”اغضول بالوں میں نالجہاڑ فریڈی نے جید کو ٹوکا۔“

”خیر خیر... اب میں اس کا طریقہ کار آپ کے ذہن نہیں کرتے کی تو شش کروں گا۔“ شیر ملی نے فریڈی سے کہا۔ ”دیڑھ سوال گنتے ان افراف میں ایک دگو زین غانہ سرا کرتا تھا۔ وک میں ذمیحیت پیغمبر ماقبل غان اس سے بدھل ہو گیا۔ اس سے میں اس نے مجھے اور دوگوں کو بوٹا اور رات کے اندر ہرے میں مغلوک الحال افراد کی مد دیکا شاہد عزیز کو رازدار بنا یا۔ شاہد عزیز نے اسی کی مدد سے وہ نلم تیار کی تھی۔ جو آپ نے فریڈی نے دوگوں کو تھاں پر جلکر پر دیکھی اور اب میں آپ کو اسی راستے پر لے چل رہا ہوں۔“

”کی آپ کو علم تھا کہ وہ لاش ماقبل غان ہی کی تھی؟“ فریڈی نے پوچھا۔

”میں۔ آپ نے شادو کا کہو کہ کرو کہ اس میں سے ہر قلم نکالنے کی اسے تباہ خانے ہی میں تو فریڈی کی تھا اور خشک ہونے کے لیے وہی سے چھوڑنے تھے پھر جب آپ اور پلٹھے تھے تو میں نے لاش وہی تھی کہ اس تو اسی رات کے دریت کے تحالی اخنوں نے زربت کا دیوبناء تھیں کہا۔“

”خوب سو ٹو۔“ کی حیثیت سے بھی استعمال ہوتا۔ ماقبل غان کے علاوہ اور کوئی نہیں بھٹکتا کہ گردہ وہ میں ششاد کی کیا حیثیت ہے؟ ہاں...“

”اوھ آجائے بائیں جانب：“

”ہمارا لاستھن چھوڑ کر وہ بائیں جانب والی ایک ہلکی دوڑ میں داخل ہر سے جس کا اختمام ایک غار کے ہانے پر ہوا تھا۔“ شیر ملی نے پیاسالائی کھنکی احمد ہلکی کی دوڑشی اس پاس پھیل گئی۔ پھر اس نے دو موئی شمعیں روشن کی تھیں۔ پہاں اضھیں والوں کوں انجن والی نیارہ موڑ سائیکلیں کھوڑی نکلائیں۔ اس کے بعد کہی گوشے سے اس نے خاکی رنگ کی کچھ فریباں نکال کر ان کے سامنے رکھے ہوئے کہا۔“ اپنے سائز کی غصب کریے۔ ”عورتی درجہ دو“ تین موڑ سائیکلیں دھکتے ہوئے سطح راستے کی دار پلے جا رہے تھے۔ خاکی ٹوہریں نے ان کے

نہروگی：“ مل... لیکن؟“

”مخد نہیں جو میں کہہ رہا ہوں، وہی کہو：“

شاہدہ بُرا سامنہ بن کر خاموش ہو گئی۔ پھر اس کے بعد وہ فریڈی اور جید کو ساتھے کر اس جگہ پہنچا جہاں ششاد کی جیپ کھلی تھی۔ پہاں سے دھنپر کی جانب پیدل روانہ ہوئے۔ ہمارا راستہ اتنا کشادہ نہیں تھا کہ اس پر چاری چل سکتی۔“

پھر بھری شیر ملی، فریڈی سے کہہ رہا تھا۔ ”ششاد ذمی اثر آدمی ہے اگر میں اس کے خلاف شہبہ سی جلاہر کرتا تو خود کسی بڑی محیت میں ہو جاتا۔ لہذا میں نے یہ طریقہ اختیار کی۔“ شاہد عزیز نے اس کے خلاف ثبوت فرمہ کرنے کی کوشش کی تھی اسی دران میں ہم پر جعلے شروع ہو گئے۔ شاہد عزیز نے اسی وجہ سے اپنی داڑھی مر پیچیں صاف کر ادی تھیں اور مختلف قسم کے یہیں آپ میں رہنے کا تھا۔“ تقدیر دراصل یہ ہے کہ پسے تو ششاد پڑوسی ملک سے درف اسلامیک کا کاروبار کرنا ہوتا۔“

لیکن پھر اس نے اس ملک کے لیے جا سسی شروع کردی ترا اس کا پیغمبر ماقبل غان اس سے بدھل ہو گیا۔ اس سے میں اس نے مجھے اور شاہد عزیز کو رازدار بنا یا۔ شاہد عزیز نے اسی کی مدد سے وہ نلم تیار کی تھی۔ جو آپ نے فریڈی نے دوگوں کو تھاں پر جلکر پر دیکھی تھی اور اب میں آپ کو اسی راستے پر لے چل رہا ہوں۔“

”کی آپ کو علم تھا کہ وہ لاش ماقبل غان ہی کی تھی؟“ فریڈی نے پوچھا۔

”میں۔ آپ نے شادو کا کہو کہ کرو کہ اس میں سے ہر قلم نکالنے کے تباہ خانے ہی میں تو فریڈی کی تھا اور خشک ہونے کے لیے وہی سے چھوڑنے تھے پھر جب آپ اور پلٹھے تھے تو میں نے لاش وہی تھی کہ اس کا دیوبناء تھا۔“

”خوب سو ٹو۔“ کی حیثیت سے بھی استعمال ہوتا۔ ماقبل غان کے علاوہ اور کوئی نہیں بھٹکتا کہ گردہ وہ میں ششاد کی کیا حیثیت ہے؟ ہاں...“

”اوھ آجائے بائیں جانب：“

”ہمارا لاستھن چھوڑ کر وہ بائیں جانب والی ایک ہلکی دوڑ میں داخل ہر سے جس کا اختمام ایک غار کے ہانے پر ہوا تھا۔“ شیر ملی نے پیاسالائی کھنکی احمد ہلکی کی دوڑشی اس پاس پھیل گئی۔ پھر اس نے دو موئی شمعیں روشن کی تھیں۔ پہاں اضھیں والوں کوں انجن والی نیارہ موڑ سائیکلیں کھوڑی نکلائیں۔ اس کے بعد کہی گوشے سے اس نے خاکی رنگ کی کچھ فریباں نکال کر ان کے سامنے رکھے ہوئے کہا۔“ اپنے سائز کی غصب کریے۔ ”عورتی درجہ دو“ تین موڑ سائیکلیں دھکتے ہوئے سطح راستے کی دار پلے جا رہے تھے۔ خاکی ٹوہریں نے ان کے

دو بالکل خارج تھے۔

”آپ کا پنچ پوزیشن صاف کرنا ہے پھر بھری صاحب؟“ فریڈی نے شیر ملی کی درف دیکھ کر کہا۔

”یقیناً میں آپ کو ملمن کر دوں گا۔“

جید نے نایا ٹوں فریڈی کی درف بڑھاتے ہوئے تاخوٹگر بیجے شاید کہیں زمل سکے۔

”اب مجھے صاف صاف نہیں کہا۔“ اسے سنبھایے۔ مل چلا۔“

”کہاں؟“

”اپنے کے اس پار... جہاں اس قسم کے فراہم ہوئے بول اور اس روکی سے تو خدا بھی سمجھے گا۔“ بڑے سے سکر کر اس کی درجی محیت میں خاکر جید ہاتھ اٹھا کر بولا۔“ بس آپ کچھ فرمائے گا:

”کیا؟“

”میرا بخرا قتل غان بھی اسی کے ساتھیوں میں سے ہے۔“

”بے نہیں بلکہ تھا ششاد صاحب۔“ بونے نے پر سکون لیجے میں کہا۔“ ادھر چھوٹے سے سماں تھا۔ اس نے تھاری غیر قانونی حرکتوں کی اطلاع بخوبی سمجھا تھا، لیکن یچاہہ...“

”آپ سن رہے ہیں یہ ششاد نے پھر بھی فریڈی کو گناہ کیا۔“

”پھر سے نے اپنی جیب سے ایک تصریح نکالی اور جید کے قریب پہنچ کر بولا۔“ تو اسے تو دیکھنا آیا تم سے پہچانتے ہو۔“

”جید چونکہ پڑا۔“ یہ تصور اسی کی تھی جس کی لاش اس ششاد کی حوصلی میں دیکھی تھی اور جسے بعد میں جلاکر ناقابل شناخت بنادیا گیا تھا۔

”یہ دیجے جس کی لاش میں نے ششاد کی حوصلی میں دیکھی تھی：“

”یہ ماقبل غان کی تصوری ہے۔“ بونے نے کہا۔

”چاہک ششاد نے ان دوگوں پر چلا ہمگ تھانی یکن فریڈی اس کا دیوبناء تھا۔ اس نے دوگوں باتھ پکڑا یا۔ ششاد اٹھ بھٹکا۔“

”فلم دیکھ رہا ہوں۔“ اس نے نایا ٹوں فرمادی اور یہو ششاد نے پاس جائی تھا۔ کیونکہ اس کے ہاتھوں میں بیش سی لذاری تھی اور پھر دسرے بیٹھے اس نے اس کا ہاتھ پکڑا یا۔ ششاد اٹھ بھٹکا۔“

”اس کا دیوبناء تھا۔ اس نے دوگوں باتھوں سے تھاتھے ہوئے چھا۔“ کچھ حاصل نہیں تھا۔ اس نے دوگوں باتھوں کے تھاتھے ہوئے چھا۔“

”چاہک ششاد نے اس کا دیوبناء تو فریڈی پر دیکھ دیا۔“ وہ دوبارہ مھا اور دو انزوں کے سے انداز میں فریڈی پر ٹوٹ پڑا۔“

”تمہرے دنون اپنی ملک سے بے بھی تو دھیان اٹھ جیاں اٹھ جائیں گی۔“ جید نے ششاد کے ساتھیوں کو دیکھنگ دی۔

”ششاد پا گھوٹوں کی فوج زد رہا تھا۔“ بیرونی کی طرح غزارہ تھا۔

”بسانی قوت میں ملہیں صوم عزم ہوتا تھا اور اب جید کے اندازہ پڑا کہ اپنی سویں میں اس نے عصف ادا کاری کی تھی۔“ یہ تلاہر کی تھا کہ وہ رہائی صبوری میں دیکھنے سے بے بھی آسانی سے زیر جو گیا تھا۔ اچانک وہ اپنی رانفل پر جا گرا۔ پھر اٹھاڑ رانفل اس کے ہاتھ میں تھی۔

”رانفل نہیں پر ٹوں دو۔“ جید دیا۔

”یکن اس نے تو رانفل لٹھ کی طرح چلا تھی۔“ فریڈی اچل کر پھر جید کی دھمکی کا گرہنیں ہیگی۔ فریڈی پس کر بولتا۔

”چھے ٹھا اور ششاد اپنے بھی زور میں رانفل سیست منز کے بیل زمیں پر چلا آیا۔“ پھر دوبارہ اٹھنا فیکب نہیں ہوا تھا کیونکہ کر فریڈی نے گر تھے پر سرہٹھوڑ کی سی رسمید کی تھی۔

”اس کے دوگوں ساتھیوں کے ہاتھ پشت پر باندھ دیے گئے۔“

کو مال ہاتھ آیا جو پڑھی ملک سے سکھ کیا ہے تھا۔

شاہدہ نے جیسے کہ آپ تو شدت سے بور ہو رہے ہوں گے

لاکھوں کی جاندا دکے مالک ہوتے ہرستے رہ گئے:

فریدی صید کی طرف دیکھ کر مسکرا یا اور حیدر ٹڑ سے بولا: آخر کس

کس کی جاندا دیں سیستان پھرول گا۔ بزرگ صاحب اسی درستے شادی نہیں

کرتے کہ اگر تو فی وارث پیدا ہو گی تو یہ چارہ حیدران کی جاندا دکا مالکی کیسے

بنے گا اور میرے ساتھ یہ پہنچ بھے کر دیں۔ پنا دارث کے بناؤں گھوکروں کو

اممی تک لا ولد بولوں اور مرتے دم تک لا ولد رہنے کا ارادہ ہے:

میکوں بکواس کر رہا ہے: شیر علی انھیں نکال کر بولا۔

حومی میں واپس آگر جب رہ شام کل چائے پی رہے تھے۔

شیر علی نے فریدی کو منا طلب کر کے کہا: آپ نے مجھے تہذیب فانے میں

بھونڈنے کی کوشش کی تھی:

ٹکاش کر کے انکرانداز کر دیا تھا: فریدی مسکرا اور بولا: اس پرے

رہ میں آپ کی طرف سے بھی ملھنن نہیں تھا۔ آپ نے تمہرے خانے کے پیچے

بھی تہذیب فانے بولئے ہیں۔ کیا اتنا کبدر دینا کافی نہیں؟ بہرحال آپ کو

عدالت میں جواب دیں گے زمانہ گئے کہ آپ نے بڑا راست تنظیم کے

ذلتے داروں سے رابطہ تاہم کرنے کی بجائے یہ ذرا صد کیوں کیا؟

”میں اپنی پوزیشن صاف کرنے کی کوشش کروں گا۔“

”بوں کہ اگر میں باضابطہ طور پر کوئی کارروائی کرتا تو آپ بڑا سے

ڈرال سکتے۔“ ماقبل فان کے سلاواہ اور کسی کے پاس اس کے علاوہ کوئی

ثبوت نہ تھا اور آپ نے دیکھا کہ اس نے اسے کس طرح تھا نے کھادیا

زور فتحانے لگا دیا بلکہ آپ لوگوں کو ایس راہ پر ڈالنے کی کوششیں

کروالیں کہ آپ زندگی ہجر سماں قان کو تلاش کرتے ہی رہ جاتے:

”پیغز... پیغز...“ شاہدہ ہاتھ اٹھا کر بولی: اس نہ کرنے کا سہرا صرف یہ سہبے۔ اگر میں اس لاش کی تصور نہ لے

یتی تو آپ ماقبل فان کو تلاش ہی کرتے رہ جاتے؟“

”یہ بات توبہ: فریدی نے اعتراف کیا۔“

”ایک بار ہجرا مرد بیٹن کر دکھا دو!“ حیدر گھسیا یا اور شیر علی خان

شاہدہ کی دل دیکھ کر نہیں پڑا۔

جہرے بھی ڈھک یہے تھے۔ مرف آنکھیں سوراخوں سے جھانک رہی

ہیں۔ راستے پر پہنچ کر وہ موڑ سائکلوں پر بیٹھے اور سفر شروع ہو گیا۔

پرستہ آنا کشادہ بھی نہیں تھا کہ دو موڑ سائکلوں برابر سے چل سکتیں۔

بوجہدی شیر علی کی موڑ سائکل آگئے تھی۔ پندرہ واں میں منت

چلنے کے بعد اچھک ایک جگہ ایک آدمی رانفل تانے ہوئے سانے

آکھڑا ہوا: ”ریت کا دریتا“ شیر علی نے بدل ہوئی آواز میں چیخ کر کہا

اور اس نے ایک طرف بیٹ کر انھیں سلامی دی۔ موڑ سائکلوں آگئے

تھل گئیں۔

اسی طرح مزید دو جگہ کے گئے اور پاسورڈ ریت کا دریا انھیں

آگئے بڑھا کر پہنچنے کی ریت کے دریتائیں کے بُت تک آپنے موڑ سائکلیں

رکھیں اور شیر علی فان نے اس جگہ تک ان کی رہنمائی کی جہاں سے

خفید راستہ دوسرے ملک تک جاتا تھا۔

یہاں ایک بڑے فار میں انھیں بہت سا شکاریں مان

و دکھانی دیا جس کی مگر انی چارا دمی کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے

آگئے بڑھ کر کہا: ”ایک زندہ مال بھی بے صاحب!“

لاؤ بہ، شیر علی نے ہمراں بھی آواز میں کہا۔

اس پر ایک آدمی اس کے ساتھی ہیش کیا گیا۔ شیر علی نے

”اس کا ہاتھ پکڑا اور وہ اپس کے ساتھی ملکے ملک گیا۔

”کاغذات!“ باہر سکل کر اس نے اپنی سے کہا۔

اور اپنی نے اپنے کٹ کی اندر ونی جیب سے ایک نفاف

نکال کر اس کے خواہ کے کرویا۔

وہ اپسی کے سفر میں اپنی اس کی موڑ سائکل کے کیر پر ہر

بیٹھا تھا۔ دن مہے ہی وہ اس جگہ واپس آگئے ہجاں ششاد اور اس

کے ساتھی قیدیوں کی حیثیت سے بندھے پڑے تھے۔

”ثربت مکمل ہو چکا ہے شمشاد صاحب!“ شیر علی نے زبر آلو دیجے

ہیں بھا: ”وہ دیکھنے ایک زندہ مال بھی ہاتھ ٹکا ہے:“

شمشاد صحن پچار بھاڑ کا سے گایاں دینے لگا۔ اسی دوران میں

اک زندہ مال کے ہاتھ پر ہر بھی باندھ دیے گئے۔

”ہاں تو کرنل صاحب!“ شیر علی نے فریدی سے کہا: ”یہ زندہ مال

اسی ملک کا جاؤس ہے بھو ششاد صاحب کے قدر یہے ہمارے پہاں کھایا

جائی۔ اس کا ملک شمشاد صاحب بھی بتائیں گے۔ اب تک تقریباً سارے

جاہوں اس دھن فروش کے تو سھے سے اندر دن ملک پہنچ چکے ہیں۔ یہ

یہی ہے اس کے کاغذات جو ششاد کے پیے دیا تھا:

”درستے دن جب فردوس کے ساتھ اس جگہ چھاپا مارا گی تو شاہدہ

مگر ان کے ہمراہ مٹی۔ دبائ سے بندہ آدمی گرفتار کیے گئے اور لاکھوں

